إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل ۵۲۵۴

مصلح موعود نمبر

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

فی پرچہ ۳/

The Daily ALFAZL Rabwah.

جلد ۴۶/۱۱ ۔ ۱۹ تبلیغ ۱۳۳۶ ہش ۔ ۱۹ فروری ۱۹۵۷ء ۔ نمبر ۴۳

حضور ایدہ اللہ کے متعلق تازہ اطلاع

کنری ۱۶ فروری (بذریعہ تار) مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر کی طرف سے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ اراضیات کا دورہ مکمل کرنے کے بعد ناصر آباد تشریف لے آئے ہیں احباب حضور کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کیلئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں

اولاد کے حق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبولیت کی بشارت

دعائیں

دیئے ہیں تُو نے مجھ کو چار فرزند ۔ اگرچہ مجھ کو بس تجھ سے ہے پیوند
بنا ان کو نکو کار و خرد مند ۔ کرم سے ان پہ کر راہِ بدی بند
ہدایت کر انہیں میرے خداوند ۔ کہ بے توفیق کام آوے نہ کچھ پند
تُو خود کر پرورش اے میرے آخوند ۔ وہ تیرے ہیں ہماری عمر تا چند

یہ سب تیرا کرم ہے میرے ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِيْ اَخْزَى الْاَعَادِيْ

میرے مولیٰ مری یہ اک دعا ہے ۔ تری درگاہ میں عجز و بکا ہے
وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے ۔ زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے
مری اولاد جو تیری عطا ہے ۔ ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے
تری قدرت کے آگے روک کیا ہے ۔ وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

عجب محسن ہے تو بحر الایادی
فَسُبْحَانَ الَّذِيْ اَخْزَى الْاَعَادِيْ

قبولیت

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد ۔ بشارت تُو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد ۔ بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد

خبر مجھ کو یہ تُو نے بارہا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِيْ اَخْزَى الْاَعَادِيْ

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا ۔ جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دُور اس مہ سے اندھیرا ۔ دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِيْ اَخْزَى الْاَعَادِيْ

تجھے دُنیا میں ہے کس نے پکارا ۔ کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا
تو پھر ہے کس قدر اس کو سہارا ۔ کہ جس کا تو ہی ہے سب سے پیارا

ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی
فَسُبْحَانَ الَّذِيْ اَخْزَى الْاَعَادِيْ

(درثمین)

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کی

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۵۷ء

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

تقریر مختصر تھی۔ مگر ابھی تک کانوں میں گونج رہی ہے۔ فرمایا کہ

"جب کوئی کام درپیش ہو۔ تو چاہیئے۔ کہ اس کے ہر ایک پہلو کا پورا پورا جائزہ لیا جائے۔ اور مخالف بن کر جرح قدح اور ایک دشمن کی طرح اس پر نکتہ چینی کی جائے۔ اس کے بعد

جو فیصلہ ہو۔ اور جو راستہ متعین کر لیا جائے اس پر چل پڑو۔ اور یہ نہ دیکھو۔ کہ کوئی تمہارا ساتھ دیتا ہے یا نہیں تن تنہا چل پڑو۔

یہ صرف وعظ کے لئے نہیں تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ ایک ٹھوس حقیقت ہے۔ ایک چٹانی ارادہ ہے۔ اولوالعزمی کا ایک طوفان ہے۔ جو امڈا ہوا چلا آتا ہے۔ اور سامعین کے دل و دماغ پر مسلط ہوتا چلا جاتا ہے۔

یہ پہلا تاثر تھا۔ جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ حضرت بشیر الدین محمود احمدؓ ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے کیریکٹر کا ہوا۔ ایسا نظر آتا تھا۔ کہ اولوالعزمی کا ایک پہاڑ سامنے کھڑا ہے۔ ۱۹۳۹ء کا جلسہ سالانہ قادیان کی خصوصیت یہ تھی۔ کہ اس سال جماعت احمدیہ نے خلافت ثانیہ کا پچیس سالہ جشن منایا تھا۔ یعنی یہ سلور جوبلی کا جلسہ تھا۔ راقم الحروف پہلی دفعہ قادیان دارالامان کی زیارت سے اور پہلی دفعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دیدار سے شرف یاب ہوا۔ جبکہ حضور خدام سے خطاب کرنے کے لئے جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔

"ہمتِ مرداں مددِ خدا"۔ "ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا" وغیرہ وغیرہ بہت سے دل بڑھانے والے چست فقرے اور جملے سنے ہیں۔ کتابوں میں پڑھے ہیں۔ "خدا ان کی مدد کرتا ہے۔ جو آپ اپنی مدد کرتے ہیں"۔ انگریزی میں سمائلز صاحب کی کئی ایک کتابیں پڑھی ہیں۔ جن میں "سیلف ہلپ" خاص امتیاز رکھتی ہے۔ اس کے بعد بھی آج تک انگریزی میں دل بڑھانے والے لٹریچر کا بیشتر حاصل مطالعہ کیا ہے۔ کئی نظمیں بھی پڑھی ہیں۔ Excelsior "بڑھے چلو" قسم کی نظمیں۔ اردو کے مایۂ ناز ادیب محمد حسین صاحب آزاد کی نظم

"شملے میں مجھکو موسمِ سرما بسر ہوا"

بھی پڑھی ہے۔ اور کئی بار پڑھی ہے۔ کئی بار ایسی نظموں اور فقروں سے دل کی واقعی ڈھارس بندھی ہے۔ اور زندگی کی جنگ میں کئی معرکۃ الآراء لمحوں میں ان سے تسکین حاصل کی ہے۔ اور ارادہ اور ہمت کی تلوار کو ان کے سنگ فساں پر تیز کیا ہے۔ قدم میں استواری پیدا ہوئی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان سے زندگی کی دوڑ میں بہت مدد ملی ہے۔ لیکن سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی تقریر کے مندرجہ بالا الفاظ کو پھر پڑھیئے اور بتائیے۔ کہ ان الفاظ کے پیچھے آپ کو کیا نظر آتا ہے؟

کیا آپ محسوس نہیں کرتے کہ ایسے الفاظ صرف اسی انسان کے منہ سے نکل سکتے

بیان بہوا۔

اولوالعزمی کا پیکر

جو۔ وہ انسان جس نے زندگی کی تجربہ گاہ میں قدم قدم پر خود اس پر عمل کیا ہو جس کی زندگی ہی اولوالعزمی کے سانچے میں ڈھلی ہو۔ جو اپنے عمل میں ہمالیہ کی عظمت۔ بادلوں کی گھن گرج اور بجلی کی رفتار رکھتا ہو۔ ایک واقعہ ملاحظہ فرمایئے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام رفیق اعلیٰ سے جا ملے ہیں۔ آپؑ کا جنازہ پڑا ہے۔ ایک انیس سالہ نوجوان آپؑ کے جنازہ کے پاس کھڑے ہو کر حضرت اقدس علیہ السلام کو مخاطب کر کے یہ عہد کرتا ہے۔ کہ

"اگر سارے لوگ بھی آپؑ کو چھوڑ دیں۔ اور میں اکیلا رہ جاؤں۔ تو میں اکیلا ہی ساری دنیا کا مقابلہ کروں گا۔ اور کسی مخالفت اور دشمنی کی پرواہ نہیں کروں گا"۔

یہ نوجوان آج سٹرسٹھ سالہ بوڑھا ہے۔ اس عہد کو کیے اڑتالیس سال ہو چکے ہیں۔ اس اڑتالیس سال کے زمانہ میں آپ کی زندگی کے لمحہ لمحہ کا محاسبہ کیجیئے۔ اور ان امورِ مہمہ کو دیکھئے۔ جو محض آپ کی کوشش سے سرانجام پائے ہیں۔ آپ کو نظر آئیگا۔ کہ سینکڑوں زندگیاں اس ایک زندگی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحم سے جمع کر دی ہیں۔ یہ کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ آپ کے کام سورج کی طرح درخشاں ہیں۔ اس دور میں کیا کیا ہنگامے جماعت کے خلاف برپا نہیں ہوئے۔ کیا فتنے نہیں اٹھے۔ مخالفت نے کیا کیا روپ نہیں بھرے۔ جماعت اور آپ کی ذات اقدس پر کیا کیا حملے نہیں ہوئے۔ اس تمام اڑتالیس سالہ تاریخ کا لمحہ لمحہ درد و غم کی ایک داستان ہے۔ لیکن اس عظیم "دل گردہ" نے ان تمام طوفانوں کا سنگ لاخ چٹان کی طرح منہ پھیر پھیر دیا ہے۔ "کشتی نوح" کا یہ ملاح ہر بھنور سے بچاتا ہوا کشتی کو لئے جاتا رہا ہے۔ اور لئے چلا جا رہا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اسے حق الیقین ہے۔ کہ اس کا خدا آتا ہے۔ دوڑتا ہوا آتا ہے۔ اگر آپ کے عہد کا طائرانہ نگاہ سے جائزہ لیا جائے۔ تو ہر موڑ پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام پورا ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔

انی مع الافواج اٰتیک بغتۃ

ایک طرف آپ کی زندگی کو دیکھئے۔ اور دوسری طرف سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اللہ تعالےٰ سے پائے ہوئے علم سے دی گئی خبر ذیل کو ملاحظہ کیجیئے:۔

"خدا تعالےٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا۔ کہ دوسرا بشیر تمہیں دیا جائیگا۔ جس کا نام **محمود** بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یخلق اللّٰہ مایشاء"۔ (سبز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

اس کے بعد نہایت بدقسمت وہ انسان ہے جو حقیقت سے انکار کرتا ہے۔ اور ٹھوس حقیقت کو چھوڑ کر خیالی میدانوں میں اشہبِ خیال کو دوڑاتا ہے۔ کیا اس سے بڑا ثبوت کوئی ہو سکتا ہے۔ کہ پسرِ موعود محمود ہی ہے۔

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

بگریز در حقیقت بگذار بدگمانی

از مکرم ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب خاکی بی۔اے از راولپنڈی

گر تو نہالِ الفت در خاکِ دل نشانی / خود را ز بارِ رنج و از بندِ غم رہانی

تا چند در طلسمِ افسوں گرِ مجازی / بگریز در حقیقت بگذار بدگمانی

محمود را کہ پسرِ موعود ہست واللہ / قدر و مکاں عظیم است از یارِ لامکانی

تائیدِ حق تعالیٰ حاصل بہ دوستانش / واں دشمناں چہ دیدند از قہرِ حق ندانی؟

فیضش ثبوت دارد از انفسی شہادت / آفاق ہم گرفتہ از فیضِ او نشانی

آخر چہ عذر داری از بہرِ او نہ بینی؟ / تائیدِ آشکارا از دلبرِ نہانی

از آمدش قرانِ سعدین شد کہ یک جا / گشتند فضل و رحمش از ناصرِ جہانی

ربِّ رحیم و رحماں از نورِ علم و حکمت / آموختش بفضلش اسرارِ کن فکانی

خواہی کہ بوئے حاسد ندہد ترا زیانے / دریاب نورِ فیضے ز ستارۂ یمانی

بہ خلافتِ الٰہی تو پناہ بجو کہ آنجا / نے آفتِ زمانی نہ مخالفتِ مکانی

خاکی ببیں کرامت کز فیضِ او جماعت / از حالتِ زمینی گردید آسمانی

مصلح موعود والی پیشگوئی کو جو اہمیت حاصل ہے وہ احباب جماعت سے پوشیدہ نہیں۔ اس پیشگوئی کے متعلق اوّلاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے دن ہوشیارپور کے مقام پر (جو آجکل بھارت کے صوبہ مشرقی پنجاب میں واقع ہے) وحی نازل ہوئی تھی جس کا آغاز ان الفاظ سے ہوا تھا کہ:

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔"

بلکہ حقیقۃً اس پیشگوئی کا آغاز تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ہی ہو گیا تھا۔ جبکہ آپ نے آنے والے مسیح کے متعلق یہ الفاظ فرمائے تھے کہ یتزوج و یولد لہ اور پھر اس کے بعد درمیانی زمانہ میں بھی امت محمدیہ کے بعض اولیاء اس پیشگوئی کی طرف اشارہ فرماتے رہے ہیں مگر اس پیشگوئی کی پوری تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہی نازل ہوئی۔ جبکہ آپ ہوشیارپور کے ایک گوشۂ تنہائی میں عبادت اور تضرعات میں مصروف ہو کر چلہ کشی فرما رہے تھے۔ اور جو شخص بھی اس پیشگوئی کے الفاظ کا مطالعہ کرے گا۔ اور ان کی گہرائیوں میں غوطہ لگائے گا۔ وہ اس پیشگوئی کی غیر معمولی شان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس پیشگوئی کی اہمیت اس لحاظ سے اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ یہ صرف ایک فردِ واحد کے متعلق انفرادی نوعیت کی پیشگوئی نہیں ہے جنہیں اس کی ذاتی شان کا اظہار کیا گیا ہو۔ بلکہ حقیقۃً یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خداداد مشن اور اس کی عالمگیر وسعت اور اس کے تسلسل اور اس کی غیر معمولی کامیابی اور بامرادی سے تعلق رکھتی ہے۔

مگر اس جگہ مجھے اس پیشگوئی کی تفاصیل پر بحث کرنا منظور نہیں بلکہ میں اس پیشگوئی کے صرف اس مخصوص پہلو کے متعلق چند مختصر الفاظ کہنا چاہتا ہوں۔ جو جماعت احمدیہ کی ذمہ واری سے تعلق رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب کسی جماعت کے امام کی صفات کے بارہ میں اللہ تعالےٰ کوئی امر ظاہر فرماتا ہے۔ تو اس سے لازماً ضمنی طور پر یہ مراد بھی ہوا کرتی ہے۔ کہ جماعت کے افراد کو چاہیئے کہ وہ بھی اپنے آپ کو ان صفات سے متصف کریں۔ کیونکہ جیسا کہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ جماعت کے امام کی حیثیت ایک انجن کی ہے۔ اور اس کے متبعین گویا ان گاڑیوں کا رنگ رکھتے ہیں۔ جو اس انجن کے ساتھ لگائی جاتی ہیں۔ پس اگر کسی گاڑی کے ڈبے انجن کے ساتھ کھنچے جانے کی اہلیت نہ رکھتے ہوں یا ان کے پہیوں میں ایسی صفائی اور روانی کا رنگ نہ پایا جاتا ہو کہ وہ اسی تیز رفتاری کے ساتھ انجن کے ساتھ چل سکیں جس پر کہ خود انجن چلتا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ ایسی گاڑی کبھی بھی وقت مقررہ پر اپنے منزلِ مقصود کو نہیں پہنچ سکتی۔ بلکہ ایسے قدم قدم پر حادثات کا اندیشہ رہتا ہے۔ پس جہاں اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر مصلح موعود کی ذات کے متعلق بعض مخصوص اوصاف بیان کئے ہیں۔ وہاں لازماً ان کے ذریعہ یہ اشارہ کرنا بھی مقصود ہے کہ جماعت کو بھی اپنے اندر یہ اوصاف پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ گاڑیوں اور انجن کے درمیان کامل اتحاد اور موافقت کی صورت قائم رہے۔ اور گاڑی کم سے کم وقت میں اپنے منزلِ مقصود تک پہنچ جائے۔ اور میں اس جگہ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے یہ مختصر سا نوٹ لکھ رہا ہوں:

یوں تو مصلح موعود والی پیشگوئی میں مصلح موعود کے متعلق بہت سے اوصاف کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ لیکن وہ باتیں جن کا اس پیشگوئی میں مخصوص اشارہ ہے۔ اور جو جماعت کو اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں وہ ذیل کی چار باتیں ہیں:-

(۱) پہلی بات جو مصلح موعود والی پیشگوئی میں خصوصی رنگ رکھتی ہے اور اس بات کی نوعیت بھی دراصل ذاتی نہیں بلکہ جماعتی ہے۔ وہ ذیل کے الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔

"وہ روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔"

مصلح موعود کی یہ علامت جماعت احمدیہ کو ہوشیار کر رہی ہے کہ اپنے امام کی طرح اس کے ہر فرد کو بھی خدا سے تعلق پیدا کر کے اور روح الحق کے ساتھ واسطہ جوڑ کر اپنے اندر یہ طاقت پیدا کرنی چاہیئے۔ کہ وہ دوسروں کو بیماریوں سے صاف کر سکے۔ یہی وہ اعلےٰ اور ارفع صفت ہے۔ جو ہر روحانی مصلح کا طرۂ امتیاز ہوا کرتی ہے۔ یعنی ان میں اللہ تعالےٰ یہ اہلیت پیدا کر دیتا اور یہ صفت ودیعت فرماتا ہے۔ کہ وہ لوگوں کی اخلاقی اور روحانی بیماریوں کو صاف کرنے اور بیماروں کو شفا دینے کی خاص الخاص طاقت رکھتے ہیں۔ اسی لئے حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مومنوں کے بارہ میں بھی فرماتے ہیں کہ سچا مومن وہ ہوتا ہے کہ جب بھی اسکے سامنے کوئی خلافِ اخلاق یا خلافِ مذہب بات آتی ہے۔ تو وہ فوراً چوکس ہو کر اس کی اصلاح کی طرف توجہ دینی شروع کر دیتا ہے۔ اور خاموش ہو کر نہیں بیٹھ جاتا۔ بلکہ آپ نے اس تعلق میں مومنوں کے تین مدارج بھی بیان فرمائے ہیں۔ اور وہ یہ کہ (۱) بعض مومن ہاتھ کے ذریعہ یعنی اپنے انتظامی اور سماجی اختیارات کے ذریعہ دوسروں کے نقص کی اصلاح کر دیتے ہیں۔ اور (۲) بعض جنہیں یہ اختیار حاصل نہ ہو۔ وہ زبان کے ذریعہ اصلاح کر دیتے ہیں۔ اور (۳) بعض جنہیں یہ طاقت بھی نہ ہو۔ وہ دل میں بُرا ماننے اور دل میں دعا کرنے کے ذریعہ دوسروں کی اصلاح کا رستہ کھولتے ہیں۔ پس جبکہ مصلح موعود کی اوّلین صفت یہ ہے۔ کہ وہ روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ تو پھر جن لوگوں نے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دے رکھا ہے۔ اور آپ کے انجن کے ساتھ گاڑیوں کی طرح پیوست ہو گئے ہیں۔ ان کا بھی اوّلین فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے دائرہ میں دنیا کے لئے سچے مصلح بننے کی کوشش کریں۔ اور حکمت اور موعظہ حسنہ کے ذریعہ دنیا میں بدی کو مٹاتے اور نیکی کو قائم کرتے چلے جائیں۔ اس مقصد کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ وہ اپنے اندر روح الحق کی برکت پیدا کریں۔ جو

ہمیشہ خدا کے ذاتی تعلق میں جنم لیا کرتی ہے۔

(۲) دوسری خاص صفت جو الہامی پیشگوئی میں مصلح موعود کی بیان کی گئی ہے یہ ہے کہ:-

"وہ علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا"

یہ صفت بھی ہر روحانی مصلح اور اس کی اتباع میں ہر سچے مومن کے لئے ایک ضروری صفت ہے۔ جس کے بغیر کبھی کوئی شخص ایک فعّال مردِ مجاہد نہیں بن سکتا۔ آنحضرت صلعم نے تو علم کو ایسا درجہ دیا ہے۔ اور اس کے لئے مومنوں کو اس حد تک ترغیب دلائی ہے کہ آپؐ اپنے زمانہ کے لحاظ سے ایک دور دراز ملک اور کٹھن رستے والے علاقہ یعنی چین کا نام لے کر فرماتے ہیں۔ کہ اگر تمہیں علم سیکھنے کے لئے چین تک بھی جانا پڑے تو جاؤ اور خوشی سے جاؤ۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو سچے علم کے زیور سے آراستہ کرے۔ اور پھر اس علم کے ذریعہ نئے نئے زیور تیار کرکے دوسروں کو بھی زینت دیتا چلا جائے۔ پھر ایک خاص بات جو اوپر والے الہامی فقرہ میں بیان کی گئی ہے یہ ہے کہ مومنوں کا صرف یہی کام نہیں ہے کہ وہ علومِ ظاہری کے پیچھے لگ کر علومِ باطنی کو نظر انداز کردیں یا علومِ باطنی کا بہانہ کرکے اپنے آپ کو علومِ ظاہری سے مستغنی سمجھیں۔ بلکہ ضروری ہے کہ وہ دونوں قسم کے علوم سے مزیّن ہوں۔ وہ علومِ ظاہری بھی حاصل کریں۔ اور علومِ باطنی بھی حاصل کریں۔ اور حاصل بھی اس طرح نہ کریں کہ صرف علم کا ایک چھینٹا پڑ جانے پر ہی قانع ہو جائیں۔ بلکہ جیسا کہ الہامی الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ چاہئے کہ وہ اپنے امام کی اتباع میں اور اپنے آپ کو اسی کے رنگ میں رنگین کرکے غرض سے علوم کے خزانوں اس طرح پُر یعنی معمور ہو جائیں۔ جس طرح کہ ایک اچھے اسپنج کا ٹکڑا پانی سے پُر ہو جایا کرتا ہے۔ اور اس کے اندر کوئی خلا باقی نہیں رہتا۔

(۳) تیسرا خاص نکتہ اس پیشگوئی میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ:-

"مظہر الاوّل والآخر"

"یعنے مصلح موعود خدا کی صفت اوّلیت اور صفت آخریت دونوں کا مظہر ہوگا"

ان مختصر الفاظ میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ مصلح موعود ایسے وقت میں ظاہر ہوگا۔ کہ بعض درمیانی مشکلات اور درمیانی فتنوں کی وجہ سے گویا ایک لحاظ سے کام کی صرف ابتدائی تاریں ہی اس کے ہاتھ میں آئیں گی۔ مگر وہ دن رات کی کوشش اور خوب دوڑ کی جدوجہد کے ذریعہ ان تاروں کو گویا اپنے دائرہ کی انتہا تک پہنچا کر دم لے گا۔ پس یہی صفت احباب جماعت کو بھی اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے۔ کہ جب وہ کسی کام کا آغاز کرکے اس کی اوّلیت کے مظہر بنیں تو پھر تھک کر اور ماندہ ہو کر درمیان میں ہی نہ بیٹھ جائیں بلکہ اسے اس کے کمال تک پہنچا کر دم لیں۔ اسلام کا خدا ادھوری کوشش پر راضی نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ہر عمل کو اس کے کمال کی صورت میں دیکھنا چاہتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اکثر لوگ مظہر الاوّل تو شوق سے بن جاتے ہیں — مگر مظہر الآخر بننے سے پہلے ہی تھک کر بیٹھ جاتے ہیں۔ حالانکہ سچے مومنوں کا یہ کام ہے۔ کہ وہ جب کسی کام کو ہاتھ ڈالیں۔ تو پھر اسے اس کی طبعی انتہا تک پہنچائیں۔ اور کسی درمیانی مشکل سے ہراساں نہ ہوں۔ اس الہامی فقرہ کے ساتھ دوسرا فقرہ یہ ہے کہ

مظہر الحق والعلیٰ

اس میں یہ اشارہ ہے کہ مومنوں کو ایسا بننا چاہیئے کہ ان کی جڑیں تو گہری اور مضبوط ہوں۔ اور ان کی شاخیں آسمان سے باتیں کریں۔

(۴) آخری یعنے چوتھی صفت جو اس پیشگوئی میں مصلح موعود کی بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ:-

"قومیں اس سے برکت پائیں گی"

یہ الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیع اور عالمگیر مشن کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اور اس بات کی طرف توجہ دلانے کے لئے لائے گئے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعودؑ کا مشن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں عالمگیر مشن ہے۔ اور آپ قرآنی شریعت کی خدمت میں ساری قوموں اور سارے زمانوں کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں۔ تو پھر لازماً مصلح موعود بھی یہی صفت لے کر آئے گا۔ اور اس کے ہاتھ سے یہ بیج صرف دبا ہی نہیں جائے گا بلکہ زمین کے شکم سے پھوٹ کر سرعت کے ساتھ بڑھنا بھی شروع ہو جائے گا۔ اسلام کے دورِ اول میں حق و صداقت کا بیج آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے بویا گیا۔ اور حضور ہی کے ہاتھوں سے اس کا چھینٹا روم اور ایران اور مصر اور حبشہ وغیرہ تک پہونچا۔ اور بالآخر خلفاء کے زمانہ میں آکر اس مقدس بیج کے ذریعہ دنیا کے گوشہ گوشہ میں بے شمار شاداب اور تروتازہ باغات نصب ہوگئے لیکن اس کے بعد درمیانی زمانہ میں آنحضرت صلعم ہی کی ایک پیشگوئی کے مطابق یہ باغات کمزور پڑنے شروع ہوگئے۔ اور مسلمانوں کی حالت ادبار کی صورت میں بدل گئی۔ مگر جیسا کہ رسول پاک (فداہ نفسی) نے فرمایا تھا مسیح موعود کے زمانہ میں اسلام کا دوسرا سنہری دور مقدر تھا۔ جس کی عالمگیر وسعت کا زمانہ مصلح موعود کے عہد میں شروع ہونا تھا۔ اور دنیا کے کناروں تک کی قوموں نے اس سے برکت پانی تھی۔ پس مصلح موعود کی اس مخصوص صفت کے ماتحت جماعت کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے ہاتھوں میں اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لے کر دنیا کے کونے کونے میں پھیل جائے۔ اور ہر ملک اور ہر علاقہ اور ہر شہر میں پہنچ کر قوموں کو برکت دیتی چلی جائے۔ بے شک اس وقت بھی دنیا کے بہت سے آزاد ممالک میں جماعت احمدیہ کے مبلغ اسلام کی تبلیغ کے لئے پھیلے ہوئے ہیں۔ مگر دنیا کی وسیع آبادی کے مقابل پر ان مبلغوں کی تعداد گویا آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ لہٰذا اب وقت ہے کہ جماعت کے مخلص فدائی زیادہ سے زیادہ تعداد میں آگے آئیں۔ اور ہر جہار اکناف عالم میں پھیل کر دنیا بھر کی قوموں کو برکت دیں ورنہ ظاہر ہے کہ موجودہ رفتار سے اسلام اور احمدیت کے عالمگیر غلبہ کا مقصد ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے ایک طرف جماعت کی والہانہ جدوجہد اور دوسری طرف خدا کی معجز نما نصرت کی ضرورت ہے۔ مجھے اس وقت اپنے بچپن کا ایک شعر یاد آرہا ہے جو میں نے جماعت کی موجودہ رفتار کے پیش نظر اپنی اوائل عمر میں کہا تھا اور اسی پر میں اپنے اس نوٹ کو ختم کرتا ہوں۔ میں نے کہا تھا:-

سخت مشکل ہے کہ اس چال سے منزل یہ کٹے

ہاں اگر ہو سکے پرواز کے پر پیدا کر

سو دوست خدا سے دعائیں کریں وہ ہمیں دکھ دے کے پر نہیں بلکہ پرواز کے پر عطا کرے۔ اور ہمارے ہاتھوں سے دنیا میں اسلام کا بول بالا ہو۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم

خاکسار راقم آثم

مرزا بشیر احمد ربوہ ۱۳ فروری ۱۹۵۷ء

جماعت احمدیہ راولپنڈی کا جلسہ یوم مصلح موعود

جماعت احمدیہ راولپنڈی کا جلسہ یوم مصلح موعود مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۵۷ء کو بوقت ۲½ بجے بعد دوپہر مسجد احمدیہ مری روڈ راولپنڈی میں منعقد ہوگا۔ راولپنڈی کے تمام احمدی احباب ضرور جلسہ میں شامل ہوں۔ اور اپنے ہمراہ دیگر احباب کو بھی جو جماعت میں شامل نہیں ہیں لائیں۔ تا ان پر واضح ہو کہ خدا کا یہ عظیم الشان نشان کس شان سے پورا ہوا

(امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی)

پیشگوئی کے الہامی الفاظ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں تحریر فرماتے ہیں۔

"خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جل شانہ و عزّ اسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کرکے فرمایا کہ

"مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا۔ اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے۔ اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے......

اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا"

پیشگوئی کی اہمیت و عظمت

مندرجہ بالا پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں۔ بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے۔ جس کو خدائے کریم جل شانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلےٰ و اولےٰ و اکمل و افضل و اتم ہے۔ کیونکہ مردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے۔ کہ جناب الٰہی میں دعا کرکے ایک روح واپس منگوایا جاوے۔ .... جس کے ثبوت میں معترضین کو بہت سی کلام ہے۔ مگر اس جگہ بفضلہ تعالےٰ و احسانہ و بہ برکت حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کرکے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا۔ جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاءِ موتےٰ کے برابر معلوم ہوتا ہے۔ مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا۔ کہ یہ نشان

مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔ مُردوں کی بھی روح ہی دُعا سے واپس آتی ہے۔ اور اس جگہ بھی دُعا سے ایک روح ہی منگائی گئی ہے۔ مگر ان روحوں اور اس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے۔"

(اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء روزِ دوشنبہ)

مصلح موعود کی پیدائش کی میعاد

مصلح موعود کی پیدائش کی میعاد حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع پاکر نو برس مقرر فرمائی چنانچہ حضور فرماتے ہیں۔

"اس عاجز کے اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء ..... میں ایک پیشگوئی دربارہ تولد ایک فرزند صالح ہے۔ جو بصفات مندرجہ اشتہار پیدا ہوگا..... ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔" (اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء)

"جن صفاتِ خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے۔ کسی لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دو چند ہوتی۔ اس کی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ بلکہ صریح دلی انصاف ہر ایک انسان کا شہادت دیتا ہے۔ کہ ایسی عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخص آدمی کے تولد پر مشتمل ہے انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے۔ اور دعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بے شک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے۔ نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے۔"

(اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء تبلیغ رسالت جلد اول ص۷۶)

"وہ... خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔"

(سبز اشتہار مورخہ یکم دسمبر ۱۸۸۶ء ص۷ حاشیہ)

"میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔ اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا۔ تو دوسرے وقت میں وہ ظہور پذیر ہوگا۔ اور اگر مدتِ مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائے گا۔ تو خدائے عزّ وجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا۔ جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کرے۔"

(اشتہار تکمیل تبلیغ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

"بعد اشاعت اشتہار مندرجہ بالا دوبارہ اس امر کے انکشاف کے لئے جنابِ الٰہی میں توجہ کی گئی۔ تو آج ۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جل شانہ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا۔ کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے۔ جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے یا بالضرور اس کے قریب حمل میں لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا۔ کہ جواب پیدا ہوگا۔ یہ وہی لڑکا ہے۔ یا وہ کسی اور وقت میں ۹ برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا۔"

(اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء تبلیغ رسالت جلد اول ص۷۶)

حضرت محمود ایدہ اللہ کی حقانی خلافت

— از مکرم آفتاب احمد صاحب بسمل۔ کراچی —

موعود مسیحا نے براہین قوی سے / ادیانِ مجازی کے اڑا ڈالے پرخچے

اسلام کو غلبہ ہوا حاصل نئے سر سے / ظلمت ہوئی کافور پھر اس نور کے آگے

آخر وہ مسیحا بھی ہوا دہر سے رخصت

اور اپنی جماعت کو یہ کی اس نے وصیت

رخصت کی گھڑی گرچہ بہت سخت رہیگی / جانے سے مرے مومنوں کی جان پہ بنے گی

تقدیر بہرحال ہے یہ ہو کے رہیگی / پر غم نہ کرو "قدرتِ ثانی" بھی ملے گی

وہ "قدرتِ ثانی" کہ جو ہے دائمی نعمت

انعامِ خداوندی ہے نام اس کا خلافت

اس "قدرتِ ثانی" کے مظاہر جو بنیں گے / وہ نور سراپا ہیں سدا پھولے پھلیں گے

وہ دین کی تبلیغ ہر اک سمت کرینگے / اور خدمتِ اسلام میں مصروف رہیں گے

ان نوروں میں اک مصلحِ موعود بھی ہوگا

وہ "فضلِ عمر" بھی ہے وہ محمود بھی ہوگا

اس لفظِ "عمر" میں ہیں پوشیدہ معانی / اس قدرتِ ثانی کا ہے وہ مظہرِ ثانی

جب ہو گئی اس طرح سے تعینِ زمانی / مومن کیلئے اک یہی کافی ہے نشانی

پس حضرتِ محمود کی حقانی خلافت

منقولی و معقولی شہادت سے ہے ثابت

اللہ! ہمیشہ یہ خلافت رہے قائم / احمد کی جماعت میں یہ نعمت رہے قائم

ہر دور میں یہ نورِ نبوت رہے قائم / یہ فضل ترا تا بقیامت رہے قائم

جب تک کہ خلافت کا یہ فیضان رہیگا

ہر دور میں ممتاز مسلمان رہے گا

حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ کی حضرت مسیح ناصری سے ایک نمایاں مشابہت

ربوہ کی بستی آپ کے مصلح موعود ہونے پر زندہ گواہ ہے

آیت قرآنی آوینا ھما الی ربوۃ ذات قرار و معین پر ایک نظر

از مکرم مولینا ابو العطاء صاحب فاضل پرنسپل جامعۃ المبشرین

سرزمین ہوشیارپور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چالیس روز تک مضطربانہ دعاؤں کے بعد اللہ تعالےٰ سے یہ بشارت پائی کہ آپ کو ایک عظیم الشان اور چمکتا ہوا نشان دیا جائے گا۔ وہ نشان منکرین اسلام پر حجت ہوگا۔ قرآنی فضیلتوں اور اسلامی برتری کے ثابت کرنے کا ذریعہ ہوگا۔ بہتوں کے لئے شفا اور ہدایت کا موجب ہوگا۔ وہ نشان پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مطابق آپ کے ہاں پیدا ہونے والا اولوالعزم فرزند ہے۔ جسے مصلح موعود قرار دیا گیا ہے اور جس کی دیگر متعدد اعلےٰ صفات کا ذکر الہامات میں کیا گیا ہے۔ اس موعود فرزند کے بارے میں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں وحی کے الفاظ میں یہ بھی خبر دی گئی تھی کہ:۔

> "وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔"

عام حالات میں بھی بیٹے کی خبر دینا عجیب ہے مگر ان حالات میں جن میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۸۸۶ء میں گذر رہے تھے یہ خبر دینا بہت عجیب تھا۔ پھر اس بیٹے کے زندہ رہنے اور معمر ہونے کی خبر دینا اور اس کی عظیم الشان روحانی و دنیوی ترقیات کی خبر دینا نہایت عظیم پیشگوئی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے یہ ساری باتیں پوری فرما دیں اور مصلح موعود کا پرشوکت نشان ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو ظاہر فرما دیا۔ اس دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت محمود ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ کی ولادت ہوئی اور اللہ تعالےٰ نے اس بچے کو اپنے فضل کے سایہ میں پروان چڑھایا اور اسے فضل عمر بنا دیا۔

حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ کی بہت سی صفات ہیں۔ ایک صفت آپ کی یہ ہے کہ آپ الہام میں مسیحی نفس قرار دیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعد کی تحریرات میں حضرت مصلح موعود کے مسیحی نفس ہونے کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

(الف) "خدا تعالےٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اترے گا۔ اور زمین والوں کی راہ سیدھی کریگا۔ وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا۔ اور ان کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء" (ازالہ اوہام حصہ اول ص۱۵۶)

(ب) "ان سب باتوں سے بڑھ کر یہ امر ہے کہ شیخ نعمت اللہ ولی نے ان اشعار میں اس آنے والے کی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ وہ مہدی اور عیسےٰ بھی کہلائے گا۔ حالانکہ صاف ظاہر ہے کہ سید احمد صاحب نے کبھی عیسےٰ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ پھر انہیں اشعار میں ایک یہ بھی اشارہ کیا ہے کہ اس کے بعد اس کے رنگ پر آنے والا اس کا بیٹا ہوگا کہ اس کا یادگار ہوگا۔ اب صاف ظاہر ہے کہ سید احمد صاحب نے ایسے کامل بیٹے کی نسبت کوئی پیشگوئی نہیں کی۔ اور نہ کوئی ان کا ایسا بیٹا ہوا کہ وہ عیسوی رنگ سے رنگین ہو۔" (نشان آسمانی ص۱۴)

(ج) "الہام یہ بتلاتا تھا کہ چار لڑکے پیدا ہوں گے اور ایک کو ان میں سے ایک مرد خدا مسیح صفت الہام نے بیان کیا ہے۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے چار لڑکے پیدا ہو گئے ہیں۔" (تریاق القلوب ص۱۴۱)

ان عبارتوں سے ظاہر ہے کہ مصلح موعود کو حضرت مسیح ناصری علیہ السلام سے نمایاں مشابہت حاصل ہونے والی تھی۔ یہ مشابہت اگرچہ من کل الوجوہ مشابہت نہیں مگر اتنی واضح اور نمایاں ہونی مقدر تھی کہ جسے دیکھ کر ہر خدا ترس پکار اٹھے کہ واقعی یہ شخص مسیحی نفس ہے۔

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی جو ذاتی صفات قرآن مجید میں مذکور ہیں ان میں سے نمایاں طور پر روح القدس سے مؤید ہونا بیان ہوا ہے۔ ان پر اللہ تعالےٰ کا کلام اترتا تھا۔ اور وہ آسمانی تائیدات حاصل کرتے تھے۔ بے شک یہودی قوم نے حضرت مریمؑ اور حضرت ابن مریمؑ پر نہایت گندے اتہام لگائے تھے۔ مگر اللہ تعالےٰ کی فعلی شہادت نے ان کو پاک اور بے گناہ قرار دیا تھا اور انہیں الہام و وحی سے مشرف کر کے اور رویاء و کشوف کے ذریعہ مستقبل کی خبریں دے کر ان کا پاک و مطہر ہونا ثابت کر دیا تھا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ انسانوں کے الزامات دھوئیں کے بادلوں کی طرح آسمانی تائیدات کی تجلیوں سے نابود ہو جاتے ہیں۔ یہی حال حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا۔ اور یہی بات آج ہو رہی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے روحانی فیوض پانے کی کیفیت ایسی چیز ہے جسے دشمن نہیں دیکھ سکتے اور جس کا اعتراف کرنا ان کے لئے مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے میں مشابہت کے اس پہلو کو جو اگرچہ اہل ایمان کے لئے آفتاب نیمروز کی طرح عیاں ہے اس جگہ نظر انداز کرتا ہوں۔ اور حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے منکرین پر اتمام حجت کے لئے آپ کی حضرت مسیح علیہ السلام سے ایک ظاہری مشابہت کا ذکر کرتا ہوں۔

اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ وجعلنا ابن مریم وامہ آیۃ وآوینٰھما الی ربوۃ ذات قرار و معین (سورہ المومنون) کہ ہم نے حضرت مسیح اور ان کی والدہ حضرت مریمؑ کو عظیم الشان نشان بنایا۔ اور ان دونوں کو ایک اونچی جگہ ربوہ پر پناہ دی جو قابل رہائش مقام اور صاف پانیوں کی جگہ ہے۔

یہ ایک ظاہری نشان ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں حضرت مسیحؑ اور حضرت مریمؑ ایک خاص مقام رکھتے تھے اللہ تعالےٰ نے انہیں دشمنوں کے شر سے بچانے کے لئے ربوہ (بلند مقام) پر پناہ دی۔ اور اس جگہ کو بھی برکت بخشی۔ گویا حضرت مسیحؑ اور حضرت مریمؑ کا دشمنوں کے منصوبوں سے بچ کر پناہ گاہ میں پہنچ جانا اور اس طرح اپنے مشن کو پورا کرنا خدا تعالےٰ کا عظیم الشان نشان تھا اور اس سے ان کی صداقت ثابت ہے۔ یہود نے جب حضرت مسیحؑ کو ہلاک کرنا چاہا۔ اور انہیں اپنے مشن میں ناکام ثابت کرنے کی کوشش کی تو اللہ تعالےٰ نے ان [illegible] کو حکمت سے خاک میں ملا دیا اور حضرت مسیح کو صلیب پر سے زندہ اتار کر اپنے تبلیغی مشن کو پورا کرنے کی خاطر دوسرے ملک میں خفیہ ہجرت کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اس ہدایت کے مطابق حضرت مسیحؑ چھپ کر فلسطین سے ایسی جگہ کی طرف روانہ ہو گئے جو اللہ تعالےٰ کے کلام کے مطابق "ربوۃ ذات قرار و معین" کی مصداق تھی۔ اس سفر کی لمبی داستان ہے اور اس مسیحی ہجرت سے عجیب و غریب مشابہتیں اس ہجرت کو حاصل ہیں جو حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ نے ۱۹۴۷ء میں بھارت سے پاکستان کی طرف فرمائی۔ جس طرح حضرت مسیحؑ نے اپنی والدہ ماجدہ کو پہلے روانہ کر دیا تھا اسی طرح یہاں ہوا [illegible] ان ہر دو ہجرتوں میں مشابہت خود دیکھ

مفصل مضمون ہے۔ اس جگہ میں خدا ترس احباب کی توجہ اس ہجرت کے اس نتیجہ کی طرف پھیرنا چاہتا ہوں جو ربوہ کی صورت میں نمودار ہوا ہے۔ یہ بستی حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ کے مسیحی نفس ہونے پر ایک زندہ دلیل ہے۔

بنی بنائی آبادی میں جا بسنا بالکل آسان ہے مگر جنگل میں سراسر ناساعد حالات میں نیا شہر آباد کر کے اس میں رہائش اختیار کرنا بالکل اور بات ہے۔ ربوہ کا یہ شہر خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا ایک زندہ ثبوت ہے فروری ۱۹۴۸ء میں جب ہم جامعہ احمدیہ کے اساتذہ اور طلبہ کے ساتھ احمد نگر میں آباد ہوئے اور ارد گرد کے لوگوں نے سنا کہ ربوہ کے موجودہ مقام پر جو ان دنوں ویران اور چٹیل میدان تھا احمدیہ جماعت کے امام اپنا مرکز بنانے لگے ہیں تو بہت سے لوگوں نے ہمیں کہا کہ یہ ایک انہونی بات ہے اس جگہ کی آبادی محال ہے۔ اس جگہ کو آباد کرنے کے لئے ایک بڑا سرمایہ دار ہندو کوششیں کر کے ناکام ہو چکا ہے آپ لوگ یہ کیا کرنے لگے ہیں۔ ہم نے ان لوگوں سے کہا کہ یہ ہمارے اولوالعزم امام کا فیصلہ ہے اب آپ دیکھیں گے کہ یہ کس طرح آباد ہوتا ہے۔ چنانچہ ابھی دس سال پورے نہیں ہوئے کہ ربوہ ایک بارونق شہر بن گیا ہے ٹیلیفون موجود ہے۔ تار گھر موجود ہے ڈاکخانہ موجود ہے۔ ریلوے سٹیشن موجود ہے۔ مردانہ اور زنانہ سکول اور کالج موجود ہیں شاندار عمارتیں اور کوٹھیاں بن چکی ہیں۔ دفاتر بن گئے ہیں۔ پانی کے لئے ٹیوب ویل لگ چکے ہیں اور اس بے آب و گیاہ جنگل میں درخت لگائے جا رہے ہیں اور خدا تعالیٰ نے چاہا تو زیادہ عرصہ نہ گذرے گا کہ ربوہ سبزہ زار اور ذات قرار و معین بن جائے گا اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اس بندے کی ہمت توجہ اور دعاؤں کا ثمر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے روز مسیحی نفس قرار دیا تھا۔ اس نے اپنے انفاس قدسیہ سے ہزاروں لاکھوں کو روحانی بیماریوں سے پاک کیا ہے اور کر رہا ہے۔ اور رہتی دنیا تک اس کے شاگرد اور اس سے فیض یافتہ انسان دنیا کو پاک کرتے رہیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ نے ظاہر بین نگاہوں کے لئے ہمارے ربوہ میں حضرت مصلح موعود کی حضرت مسیح سے عظیم الشان مشابہت کو بھی ثابت کر دیا ہے کہ نہ بنا دیا ہے

کہ جس طرح ہم نے حضرت مسیح اور حضرت مریم کو پناہ دی تھی اسی طرح ہم نے حضرت مصلح موعود اور ان کی والدہ ماجدہ کو پناہ دی ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے ہیں۔

پس ربوہ کی بستی جہاں پر ایک طرف احمدیت کا مرکز ہے اشاعت اسلام کا ذریعہ ہے۔ روحانی اور دنیوی علوم کا گہوارہ ہے۔ وہاں پر دوسری جانب وہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ و اطال بقاءہ کی حضرت حضرت مسیح ناصری علیہ السلام سے واضح مشابہت کا ناقابل انکار ثبوت ہے ربوہ کے بعد بھی اگر کوئی احمدی کہلا کر حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا انکار کرتا ہے تو یقیناً اس کی حالت قابل رحم ہے و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

آخر اسلام پہ قرباں ہونگے

آج محمود ہے سرگرم جہاد
آج پھر بتکدے ویراں ہوں گے

وہی پائیں گے جہاں میں عزت
جو ترے تابع فرماں ہوں گے

اک نہ اک دن یہی دشت و صحرا
رو کش جنت رضواں ہوں گے

آج جو لوگ ستاتے ہیں ہمیں
ایک دن خود ہی پشیماں ہوں گے

یہی اسلام کے دشمن سالکؔ
آخر اسلام پہ قرباں ہوں گے

امین اللہ خان سالک

تحریک جدید کے جہاد کبیر میں حصّہ لینا کیوں ضروری ہے؟

اس لئے کہ

(۱) "دیکھو راستہ دور کا ہے وقت تھوڑا ہے۔ تمہاری کوششیں نامکمل ہیں۔ فتح کا دن نزدیک آ رہا ہے۔ تم جلد جلد اپنے قدم بڑھاؤ اور ہر میدان میں اسلام کے جانباز سپاہی بننے کی کوشش کرو۔"

(۲) اور اس لئے کہ "اگر ہر شخص اسلام کی فتح کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دیتا ہے۔ اگر تم میں سے ہر شخص اپنے جسم کا ذرہ ذرہ اسلام کی فتح کے لئے اس طرح اڑا دیتا ہے جس طرح روئی دھنکنے والا روئی کے ذرات کو ہوا میں اڑا دیتا ہے تو تمہاری اس سے زیادہ خوش قسمتی اور کوئی نہیں ہو سکتی۔"

(۳) اس لئے کہ "ہماری قربانیاں اسلام کے فنڈ کو اس قدر مضبوط کر دیں کہ جب کسی ملک میں اسلامی لشکر بھجوانے کی ضرورت ہو۔ جب سپاہیوں کے لئے روحانی گولہ بارود کی ضرورت ہو۔ جب لوگوں کی پیاس بجھانے کے لئے لٹریچر بھجوانا ضروری ہو تو ہمارے پاس اس قدر سامان موجود ہو کہ ہم بغیر کسی قسم کے فکر کے اور بغیر اس کے کہ ہمارے سپاہیوں کو کسی قسم کی تشویش ہو اسلام کی تمام ضروریات کو پورا کر سکیں۔"

(۴) اس لئے کہ: تحریک جدید کے جہاد کبیر میں حصہ لینے والوں کا نام ادب و احترام سے اسلام کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا اور خدا تعالیٰ کے دربار میں یہ لوگ عزت کا مقام پائیں گے۔

(۵) تحریک جدید میں شاندار قربانیوں کے ساتھ حصّہ لینا اس لئے ضروری ہے کہ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے مطابق اسلام کی فتح کی بنیاد۔ احمدیت کے غلبہ کی بنیاد۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کو دوبارہ زندہ کرنے کی بنیاد روز ازل سے تحریک جدید کے ذریعہ قرار دی گئی ہے۔"

(۶) آپ کو بغیر کسی ہچکچاہٹ کے بہ انشراح صدر تحریک جدید میں اس لئے وعدہ کرنا اور اسے ادا کرنا چاہیئے کہ۔

"تحریک جدید ایک مستقل صدقہ جاریہ ہے۔ جو لوگ اس میں حصہ لیں گے وہ اس تبلیغ دین کے ذریعہ جو ان کے روپیہ سے ہوتی رہے گی اپنی موت کے ہزاروں سال بعد بھی ثواب حاصل کرتے چلے جائیں گے۔"

(۷) پس اے دوستو!!! مرنے سے پہلے اور وقت کے ہاتھ سے نکل جانے سے پہلے اس تحریک میں حصہ لے لو — کہ اس امت پہ پھر یہ دن نہ آئیں گے۔"

آپ اگر آج تک تحریک جدید میں حصہ لینے سے پہلوتہی کرتے رہے ہیں تو خدارا اس غفلت کے پردہ کو چاک کر کے ابھی اپنا وعدہ لکھ کر مرکز (ص)

(ص) میں ارسال فرمائیں۔ اگر وعدہ کر چکے ہیں تو جلد تر یعنی ۳۱ مارچ تک وعدہ پورا کر لیں۔

وکیل المال تحریک جدید

از محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس

"تین کو چار کرنے والا"

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو پیشگوئی موعود لڑکے کے متعلق شائع فرمائی۔ اس میں مصلح موعود کی ایک نشانی یہ بتائی گئی ہے۔ کہ "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔" یہ لکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے۔" حضرت اقدس ؑ کی یہ تحریر اس امر کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ ہی کا تھا۔ اگر یہ کلام آپ ؑ کا یا آپ ؑ کے افکار کا نتیجہ ہوتا۔ تو آپ یہ کبھی تحریر نہ فرماتے۔ کہ اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے۔ کیونکہ اپنی بات کے متعلق کوئی انسان ایسا نہیں کہا کرتا۔ ہمیشہ دوسرے کے کلام کے متعلق ایسا کہا جاتا ہے۔ پس آپ ؑ کا یہ فقرہ کہ اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے۔ اس امر کی دلیل ہے۔ کہ اس اشتہار میں آپ ؑ نے جو کچھ لکھا۔ وہ آپ ؑ کا کلام نہیں۔ بلکہ خدا کا کلام تھا۔

تین کو چار کرنے سے مراد

چونکہ اس پیشگوئی میں حضرت اقدس ؑ کو ایک عظیم الشان لڑکا دیئے جانے کی بشارت دی گئی ہے۔ اور اس کی صفات بیان کرنے کے بعد آپ کو آپ کی ذریت طیبہ کی کثرت اور اسے برکت دینے اور کثرت سے ملکوں میں پھیلانے کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اس لئے تین کو چار کرنا بھی اولاد ہی سے متعلق ہے۔ اور اس الہام میں تین کو چار کرنے کی نسبت مصلح موعود سے کی گئی ہے۔ کہ اس کے ذریعہ تین چار بنیں گے۔

حضرت نوح ؑ سے مشابہت

میں اپنے مضمون مندرجہ الفضل ۸ فروری میں بتا چکا ہوں۔ کہ حضرت نوح علیہ السلام کی اس بیوی کے بطن سے جو انہوں نے حکم الٰہی کی بناء پر کی تھی۔ تین بیٹے حام۔ سام اور یافث پیدا ہوئے تھے۔ جو نیکوکار اور متقی ہوئے۔ اور ان سے آپ کی نسل چلی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو شادی اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت کی۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"میں نے یہ ارادہ کیا ہے۔ کہ
تمہاری ایک اور شادی کروں
یہ سامان میں خود ہی کروں گا۔
اور تمہیں کسی بات کی تکلیف نہیں
ہوگی۔"

اس میں یہ ایک فارسی فقرہ بھی ہے۔

ہرچہ باید نوعروسے را ہماں ساماں کنم
وانچہ مطلوب شما باشد عطائے آں کنم
(تذکرہ صفحہ ۳۷-۳۸)

اس مبارک بیوی کے بطن سے بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تین فرزند عطا فرمائے۔ جو روز بروز نیکی و تقویٰ میں بڑھتے گئے۔ اور جوان ہوئے۔ عمر پائی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل میں برکت دی۔ اور ان تینوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آپ کو پہلے سے بشارت دی۔

حضرت ام المومنین رضؓ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

"جب میری شادی ہوئی۔ اور میں ایک مہینہ قادیان ٹھہر کر واپس دہلی گئی۔ تو ان ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے ایک خط لکھا۔ کہ میں نے خواب میں تمہارے تین نوجوان لڑکے دیکھے ہیں۔" (تذکرہ صفحہ ۱۲۹ بحوالہ سیرت المہدی)

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

ان اللہ بشرنی فی ابنائی بشارۃ بعد بشارۃ حتی بلغ عددھم الی ثلاثۃ وانبانی بھم قبل وجودھم بالالہام (تذکرہ صفحہ ۱۲۹ بحوالہ انجام آتھم)

یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹوں کے بارہ میں بشارت کے بعد بشارت دی۔ یہاں تک کہ ان کی تعداد تین تک پہنچائی۔ اور مجھے ان کی پیدائش سے پہلے الہام کے ذریعہ ان کی خبر دی۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے اس فقرہ میں کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ آپ ؑ کو یہ بشارت دی۔ کہ آپ کا ایک چوتھا لڑکا بھی ہوگا۔ جس سے آپ ؑ کی نسل چلے گی۔ لیکن وہ اس بیوی سے نہیں ہوگا۔ جس کی شادی اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت ہوئی ہوگی۔ بلکہ یہ چوتھا لڑکا آپ کے روحانی اہل میں مصلح موعود کے ذریعہ داخل ہوگا۔

حضرت نوح ؑ کے لڑکے کو جو انہ لیس من اھلک کہا گیا۔ تو وہ روحانی لحاظ سے تھا۔ کہ وہ تیرے اس اہل میں جو نجات پائے گا۔ بوجہ غیر صالح ہونے کے شامل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک بیٹے مرزا سلطان احمدؒ صاحب مرحوم و مغفور نے حضور کے دعویٰ کو آپ ؑ کی زندگی میں قبول نہیں کیا تھا۔ اس لئے وہ بھی انہ لیس من اھلک کے مطابق روحانی لحاظ سے آپ کے بیٹوں میں شمار نہیں ہو سکتے تھے۔ مگر مصلح موعود والی پیشگوئی میں بتایا گیا تھا۔ کہ وہ بھی مصلح موعود کے ذریعہ آپ کے بیٹوں میں سے شمار کئے جائیں گے۔

ایک رویاء

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عالم رؤیا میں دکھایا کہ "مرزا نظام الدین کے مکان پر مرزا سلطان احمدؒ کھڑا ہے۔ سب لباس سر تا پا سیاہ ہے۔ ایسی گاڑھی سیاہی کہ دیکھی نہیں جاتی اس وقت معلوم ہوا۔ کہ یہ ایک فرشتہ ہے۔ جو سلطان احمدؒ کا لباس پہن کر کھڑا ہے۔ اس وقت میں نے گھر میں مخاطب ہو کر کہا۔ کہ یہ میرا بیٹا ہے۔" (تذکرہ صفحہ ۵۲۸)

پس مرزا سلطان احمدؒ صاحب کو سیاہ لباس پہنے ہوئے دیکھنے میں تو اس طرف اشارہ تھا۔ کہ وہ اس کشتی میں سوار نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے تیار کی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اسی رؤیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتا دیا۔ کہ یہ تو ایک فرشتہ ہے۔ جو لباس پہن کر کھڑا ہے۔ اور حضور ؑ نے حضرت ام المومنین رضؓ سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ کہ حضرت مرزا سلطان احمدؒ صاحب مرحوم و مغفور بھی ان تینوں بیٹوں کی طرح روحانی لحاظ سے آپ ؑ کے چوتھے بیٹے کہلائیں گے گویا تین چار ہو جائیں گے۔

چنانچہ حضرت مرزا سلطان احمدؒ صاحب مرحوم و مغفور نے حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس پیشگوئی کو پورا کر دیا۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ذریعہ تین بیٹوں کے چار ہو جانے سے آپ کا مصلح موعود ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

حضرت محمود ایدہ اللہ تعالیٰ

معجزہ تیری مساعی کا یہ اے محمود ہے
آج عالمگیر درسِ مہدئ موعود ہے

اے حدی خوانِ طریقت تیرے نغموں کے نثار
کارواں تیرا قریبِ منزلِ مقصود ہے

ہر تنِ مُردہ میں تُو نے روح تازہ پھونک دی
اب دلِ ملّت سے خوفِ مرگ تک مفقود ہے

جانے کیا پیغام بیداری میں تیرے سحر تھا
راہِ غفلت اب ہمارے ذہن پر مسدود ہے

کیوں نہ تیری ذات پر ممتازؔ کو ہو فخر و ناز
پیکرِ خوبی ہے تیری ہستئ ملّت نواز

(ڈاکٹر ممتاز نبی ممتاز پنڈ دادنخاں)

(شیخ خورشید احمد)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے آج سے تیرہ سال قبل اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع پاکر مندرجہ ذیل حلفیہ اعلان فرمایا تھا۔

"میں اسی واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افترا کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور میں ۱۳ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب کے مکان میں یہ خبر دی ہے کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعے اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچیگا اور توحید دنیا میں قائم ہو گی"۔ (الفضل ۱۵ مارچ ۱۹۴۴ء)

ہم غیر مبائعین دوستوں کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس حلفیہ بیان پر سنجیدگی کے ساتھ غور کریں۔ کیونکہ

(۱) یہ حلفیہ اعلان اس عظیم الشان ہستی کی طرف سے کیا گیا ہے۔ جسے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ سراج منیر کے صفحہ ۳۱ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا سو محمود پیدا ہو گیا"

اس حوالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو سبز اشتہار والی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ سبز اشتہار میں مصلح موعود ہی کے "بلا توقف" پیدا ہونے کی بشارت دی گئی تھی۔

(۲) یہ حلفیہ اعلان اس عظیم الشان وجود کی طرف سے کیا گیا ہے۔ جسے حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ بھی مصلح موعود یقین کرتے تھے۔ چنانچہ ۱۰ر ستمبر ۱۹۱۳ء کو جب حضرت پیر منظور محمد صاحب رضی اللہ عنہ مصنف قاعدہ یسرنا القرآن نے ان کی خدمت میں عرض

> "حضرت مسیح موعود ہمیں ایک آنے والے کی اطلاع دیتے ہیں۔۔۔۔ وہ ممکن ہے حضرت اقدس کی موجودہ اولاد میں سے ہو۔۔۔۔ اگر خود حضرت صاحبزادہ محمود احمد ہی وہ ہوں تو ہمیں اس سے بھی کلام نہیں جب خدا تعالےٰ زمانہ پر ظاہر کر دے گا تو زمانہ خود قبول کرے گا"۔
>
> (پیغام صلح)

کیا کہ مجھے آج حضرت اقدس کے اشتہارات پڑھ کر پتہ مل گیا ہے کہ پسر موعود میاں صاحب ہی ہیں" تو اس کے جواب میں حضرت مولوی صاحبؓ نے فرمایا:۔

"ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں"۔

(اس تحریر کا عکس رسالہ پسر موعود کے صفحہ ۲۸ پر شائع ہو چکا ہے۔)

(۳) یہ حلفیہ بیان اس لئے بھی غیر مبائعین کے لئے قابل غور ہے کہ خود ان کی طرف سے ۲۹ر مارچ ۱۹۱۴ء کے پیغام صلح میں (اختلافات رونما ہو جانے کے بعد) یہ اعلان کیا جا چکا ہے کہ

الف "حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب خدا کے مامور اور برگزیدہ کے فرزند صاحب علم صاحب عفت اور نہایت نیک اطوار اور آئمۃ الہدیٰ ہونے کے ہر طرح قابل ہیں"۔

ب "ہم صاحبزادہ صاحب (یعنی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ) کو اپنا ایک بزرگ اور امیر اور ملجا و ماویٰ سمجھتے ہیں اور ان کی پاکیزگی روح اور بلندی فطرت اور علو استعداد اور روشن جوہری اور سعادت جبلی کو مانتے ہیں"۔

خدارا غور فرمائیے جس ہستی میں مندرجہ بالا عظیم الشان صفات کی موجودگی کا خود غیر مبائعین کو اقرار ہے کیا اس کا حلفیہ بیان اس قابل نہیں کہ غیر مبائعین اس پر غور کریں اور اسے صحیح اور درست تسلیم کر لیں۔

(۴) یہ حلفیہ بیان اس لئے بھی قابل غور ہے کہ جس جلیل القدر ہستی کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا ہے۔ اس کے مصلح موعود ہونے کے امکانات تو خود غیر مبائعین کے بزرگ بھی تسلیم کر چکے ہیں۔ اور ایسے زمانہ میں تسلیم کر چکے ہیں۔ جب کہ متنازعہ فیہ مسائل منظر عام پر آ چکے تھے۔ اور اختلاف نمودار ہو چکا تھا۔ چنانچہ پیغام صلح ۱۲ر اپریل ۱۹۱۴ء میں جناب خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی ذیل کی تحریر شائع ہو چکی ہے۔

"ہاں یہ امر بالکل سچ ہے کہ حضرت مسیح موعود ہمیں ایک آنیوالے کی اطلاع دیتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ ممکن ہے کہ حضرت اقدس کی موجودہ اولاد میں سے ہو۔۔۔۔۔ ہم تو دل سے آرزو مند ہیں کہ وہ ان صاحبزدگان والا تبار میں سے کوئی ہو۔ تاکہ باب فتوح قریب ہو اور اگر خود حضرت صاحبزادہ محمود احمد ہی وہ ہوں تو ہمیں اس سے بھی کلام نہیں جب خدا تعالےٰ زمانہ پر ظاہر کر دے گا تو زمانہ خود قبول کرے گا"۔

(۵) یہ حلفیہ بیان اس لئے بھی غیر مبائعین کے لئے قابل غور ہے کہ اس کا مطالبہ خود غیر مبائعین کے بزرگوں نے کیا تھا۔ چنانچہ خواجہ صاحب مرحوم نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ سے دعوےٰ مصلح موعود کے متعلق حلفیہ بیان کا مطالبہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ

"اس حلف کے بعد مجھ پر حرام ہوگا کہ میں حضرت میاں صاحب کے عقائد کے خلاف کچھ لکھوں یا انہیں قبول کر لونگا یا میں دعا میں لگ جاؤنگا بہرحال خاموش ہو جاؤنگا۔ اگر وہ مصلح موعود ہیں تو پھر وہ حلفاً بیان کریں کہ آیا الہاماً ان کو اطلاع ملی ہے کہ وہ وہی فرزند ہیں جس کا اشارہ سبز اشتہار میں ہے"۔

(اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب)

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ خدا تعالےٰ سے علم پاکر حلفاً مصلح موعود ہونے کا اعلان فرما چکے ہیں اور خواجہ صاحب کی تحریر کے مطابق زمانہ قبول بھی کر رہا ہے۔ کاش غیر مبائعین اپنے بزرگوں کی تحریروں کا ہی کچھ احترام کریں اور خوف خدا کرتے ہوئے قبول حق کی توفیق پائیں۔

مصلح موعود کے ہاتھوں دنیا میں اسلام کی فتح اور اس کے غلبہ کا ظہور

مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں اشاعتِ اسلام کا عدیم النظیر کارنامہ

مرتبہ :- مسعود احمد

مصلح موعود کی عظیم الشّان پیشگوئی جیسا کہ اس کے الہامی الفاظ سے ظاہر ہے دنیا میں اسلام کے غالب آنے اور باطل کے مغلوب ہونے کی پیشگوئی تھی اس میں یہ خبر دی گئی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسلام کے غلبہ کے متعلق جو بشارتیں دی گئی ہیں وہ ایک اولوالعزم فرزندِ موعود کے ذریعہ پوری ہونی مقدر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کو تواتر کے ساتھ یہ خوشخبری دی کہ عنقریب اسلام کو زبردست فتوحات حاصل ہونے والی ہیں وہاں آپ نے بار بار یہ خوشخبری بھی دی کہ یہ غلبہ اسی فرزند موعود کے ذریعہ ظاہر ہوگا جس کی پیشگوئی مصلح موعود میں بشارت دی گئی ہے۔ چنانچہ ذیل میں پہلے ہم حضور علیہ السلام کی بعض وہ عبارتیں نقل کرتے ہیں جن میں غلبۂ اسلام کی بشارت دی گئی ہے۔ اس کے بعد وہ عبارتیں درج کریں گے جن میں حضور علیہ السلام نے یہ واضح فرمایا ہے کہ یہ فتوحات فرزندِ موعود کے ذریعہ حاصل ہوں گی۔

اسلام کی فتح اور اس کے غلبہ کی بشارت

(۱) حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ چڑھے گا۔ جیسا کہ پہلے چڑھ چکا۔" (فتح اسلام)

(۲) "خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔" (الوصیت)

(۳) "میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اترا ہوں ان پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے۔ جن کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے میرے کام کو پورا کرنے کے لئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کرے گا بلکہ کر رہا ہے اور اگر میں چپ بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رکی بھی رہے تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اترے اپنا کام بند نہیں کر سکتے اور ان کے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کچلنے کے لئے دیئے گئے ہیں۔" (فتح اسلام)

(۴) "اور وہ دن نزدیک ہے کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا۔ کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ نہ ٹوٹے گا اور نہ کند ہوگا جب تک کہ دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں۔ ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔" (تذکرہ صفحہ ۲۸۵۔ ۲۸۶)

اسلام کی فتوحات اور مصلح موعود

اسلام کو قریب مستقبل میں ملنے والی عظیم الشان فتوحات کا ذکر کرنے کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان بشارتوں کے پورا ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری ہی برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا۔ جس میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت تعلق رکھنے والا ہوگا مظہر الحق والعلا ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے نازل ہوا ...... دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔" (تحفہ گولڑویہ)

نیز فرماتے ہیں :

"چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا۔ اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس لئے اس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لائے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلا دے ...... خدا تعالیٰ نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے" (تریاق القلوب صفحہ ۶۴ و ۶۵)

ان عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں اسلام کا پھیلنا اسی فرزندِ موعود کی ذاتِ والا صفات کے ساتھ وابستہ تھا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام میں رحمت کا نشان اور فتح و ظفر کی کلید قرار دیا تھا۔ اور فرمایا ہوا :

"وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائیگا ...... فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضا مندی کے عطر سے ممسوح کیا ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔" (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

مولوی محمد علی صاحب مرحوم کا اقرار

ساری جماعت اور خود مولوی محمد علی صاحب مرحوم بھی اس زمانہ میں یہی سمجھتے تھے اور اسی بات پر ایمان رکھتے تھے کہ فتح و غلبۂ اسلام کی پیشگوئیوں کا ایک بڑا حصہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزندوں میں سے ایک موعود فرزند کے ذریعہ پورا ہوگا۔ چنانچہ ان کی حسب ذیل تحریر اس حقیقت پر گواہ ہے۔ انہوں نے ۱۹۰۶ء میں خود اپنے قلم سے لکھا :-

"آئندہ کے لئے بانی سلسلہؑ اس سلسلہ کیلئے بڑی بڑی کامیابیوں کی پیشگوئی کرتے ہیں۔ براہین احمدیہ میں دو وعدے سلسلہ کی کامیابی کے متعلق ہیں۔ ایک وہ وعدہ ہے جو خود بانیؑ کی زندگی میں پورا ہونیوالا تھا سو وہ پورا ہو چکا اور ہو رہا ہے یعنی ایسے وقت میں جبکہ آپ بالکل تنہا اور گوشہ گمنامی میں تھے یہ وعدہ کہ جوق در جوق لوگ تیرے پاس آئیں گے اور باوجود مخالفت کے مخلوق بڑی کثرت سے رجوع کرے گی اور دور دور راہوں سے نصرتیں آئیں گی یہ وعدہ پورا ہو رہا ہے

اور ہر روز نیا ظہور اس کا ہوتا ہے دوسرا وعدہ جو اس سلسلہ کو دیا گیا ہے وہ اس کے بانی علیہ السلام کی وفات کے بعد ظہور پذیر ہونے والا ہے اور وہ ان الفاظ میں ہے کہ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ پہلے وعدے کا پورا ہونا صاف بتا رہا ہے کہ دوسرا وعدہ بھی پورا ہو کر رہے گا۔ یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ آپ کے ایک لڑکے کے ذریعہ سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے سلسلہ کی رہنمائی کے لئے مامور ہوگا یہ سلسلہ بڑا اقتدار اور قوت حاصل کریگا۔

(ریویو آف ریلیجنز جلد ۵ صفحہ ۱۹۲)

اقرار کے بعد انکار

ہر چند کہ مولوی محمد علی صاحب مرحوم ۱۹۰۶ء میں خود اپنی قلم سے یہ لکھ چکے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک لڑکے کے ذریعہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے سلسلہ کی رہنمائی کے لئے مامور ہوگا۔ یہ سلسلہ بڑا اقتدار اور قوت حاصل کرے گا۔ تاہم جب الٰہی بشارتوں کے عین مطابق وہی فرزند موعود مسند خلافت پر متمکن ہوا۔ تو مولوی صاحب مرحوم اور ان کے ساتھی نہ صرف اس سے روگرداں ہو گئے بلکہ اس کی مخالفت کو اپنا منتہائے مقصود بنا لیا۔ اس طرح مسیح پاک علیہ السلام کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جس میں آپ نے فرمایا تھا۔

"خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ ہمارے سلسلہ میں بھی سخت تفرقہ پڑے گا اور فتنہ انداز اور ہوا و ہوس کے بندے جدا ہو جائیں گے پھر خدا تعالیٰ اس تفرقہ کو مٹا دیگا باقی جو کٹنے کے لائق اور راستی سے تعلق نہیں رکھتے اور فتنہ پرداز ہیں کٹ جائیں گے" (تذکرۃ المہدی)

فتوحات کا ظہور

الغرض ۱۹۱۴ء میں مولوی محمد علی صاحب مرحوم اور ان کے ساتھی جماعت سے علیحدہ ہو گئے۔ وہ اس زعم میں علیحدہ ہوئے تھے کہ ہم انگریزی کے دان ہیں۔ قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کا مسودہ ہمارے قبضہ میں ہے۔ صدر انجمن کا خزانہ ہم نے پہلے ہی خالی کر دیا ہے۔ اب [illegible] بغیر ہی اشاعت اسلام کے کام پر ہماری اجارہ داری ہوگی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض کو پورا کرنے والے ہم ہوں گے نہ کہ وہ لوگ جنہوں نے حضرت خلیفہ اولؓ کے بعد اپنے آپ کو فرزند موعود کی خلافت کے ساتھ وابستہ کیا ہے

مصلح موعود سے منہ موڑنے اور اس کی مخالفت پر کمربستہ ہونے کے بعد ان کی اس تحریک کا جو حشر ہوا وہ آج دنیا کے سامنے ہے اس کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے عین مطابق اسی فرزند موعود کے ہاتھوں جس شوکت اور عظمت کے ساتھ اسلام مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں پھیل رہا ہے اور جس طرح عیسائیت شکست کھا کر میدان چھوڑ رہی ہے اس کا کچھ ذکر بعض عیسائی مصنفین کی زبانی سنئے۔ ان عیسائی مصنفین نے اپنی کتابوں میں غیر مبایعین کے بالمقابل مبایعین کے تبلیغی کارناموں کا ذکر کر کے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ ایشیا افریقہ یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کی کامیاب جدوجہد کا سہرا جماعت احمدیہ کی "قادیانی شاخ" کے سر ہے۔

ایچ۔اے۔آر۔گب — چنانچہ مشہور مستشرق ایچ۔اے۔آر۔گب اپنی کتاب Mohammedanism کے دوسرے ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۵۰ء کے صفحہ ۱۸۷ پر لاہوری جماعت اور جماعت احمدیہ قادیان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"۱۹۱۴ء میں خلیفہ اولؓ کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ دو حصوں میں منقسم ہو گئی۔ جماعت کا اصل حصہ یعنی "قادیانی شاخ" تو بانی سلسلہ کے دعویٰ ماموریت اور ان کے بعد خلافت کے اجراء پر قائم رہی لیکن علیحدہ ہونے والے گروپ یعنی "لاہوری پارٹی" نے ان دونوں باتوں کا انکار کر دیا اور ایک نئے امیر کے تحت "انجمن اشاعت اسلام" کی بنیاد ڈالی۔ لاہوری جماعت نے بعد میں اہلسنت والجماعت کے ساتھ مل جانے کی کوشش کی۔ لیکن علماء ان کو اب بھی شبہ کی نگاہ سے ہی دیکھتے ہیں"۔

اس کے بعد انہوں نے دونوں کی تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر کیا ہے اور اس ضمن میں "جماعت احمدیہ قادیان" کا خاص طور پر ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"علی الخصوص قادیانی شاخ کو شرق الہند اور جنوبی، مشرقی اور مغربی افریقہ میں عیسائی مشنوں کے سرگرم مدمقابل کی حیثیت حاصل ہے"

جے۔این۔اینڈرسن — اسی طرح لنڈن یونیورسٹی میں قوانین مشرقی کے نامور پروفیسر جے۔این۔اینڈرسن نے جو متعدد معروف کتابوں کے مصنف ہیں اپنی تازہ تصنیف "Islamic Law in Africa" مطبوعہ ۱۹۵۵ء کے صفحہ ۳۵۸ پر جماعت احمدیہ سے لاہوری پارٹی کی علیحدگی کا ذکر کرتے ہوئے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ افریقہ میں جو جماعت اسلام پھیلانے میں مصروف ہے وہ "جماعت احمدیہ قادیان" ہے نہ کہ "لاہوری پارٹی"۔ انہوں نے پیشگوئی مصلح موعود کا بھی اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور اس عظیم الشان پیشگوئی کے الہامی الفاظ کا انگریزی ترجمہ بھی درج کیا ہے۔ الغرض وہ لکھتے ہیں:۔

"(حضرت) احمد کا ۱۹۰۸ء میں انتقال ہو گیا۔ آپ کے بعد پہلے خلیفہ کے طور پر (حضرت) حکیم نورالدین صاحبؓ آپ کے جانشین مقرر ہوئے۔ ان کی وفات پر جماعت میں اختلاف رونما ہوا۔ بانی سلسلہ کے سب سے بڑے صاحبزادے جو آپ کے دوسرے حرم سے ہیں خلیفہ ثانی منتخب کر لئے گئے اس پر مخالف پارٹی جماعت سے علیحدہ ہو گئی۔ اس پارٹی کا کہنا یہ تھا کہ جماعت میں خلیفہ نہیں ہونا چاہیئے اس وقت سے علیحدہ ہونے والے گروپ کا میلان جو "لاہوری پارٹی" کے نام سے موسوم ہے کٹر قسم کے مروجہ اسلام کی طرف رہا ہے۔ برخلاف اس کے قادیانی جماعت "مسیح موعودؑ" کے فرزند یعنی مصلح موعود کی زیر قیادت احمدیت کی اصل تعلیم پر عمل پیرا ہے (ان میں سے) قادیانی جماعت ہی ہے جو افریقہ میں برسرکار ہے"۔

ایچ۔جی۔ولیم سن — افریقہ میں جس طرح سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے ذریعہ اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے اور جس طرح وہاں اسے عیسائیت کے بالمقابل عظیم الشان فتوحات حاصل ہو رہی ہیں۔ اس کے ثبوت کے طور پر خود یونیورسٹی کالج گولڈ کوسٹ (مغربی افریقہ) کے پروفیسر ایچ۔جی۔ [illegible] Mohammadan [illegible] کا ذکر بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ اس میں انہوں نے گولڈ کوسٹ میں جماعت احمدیہ کی عظیم الشان تبلیغی سرگرمیوں کا نہایت شاندار الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ اور وہاں اسلام کے غالب آنے اور عیسائیت کے مغلوب ہونے پر بڑی تشویش ظاہر کی ہے۔ چنانچہ وہ اپنی اس کتاب کے تعارفی نوٹ میں لکھتے ہیں:۔

"گولڈ کوسٹ کے بعض جنوبی حصوں میں خصوصاً ساحل کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ کو اہم فتوحات حاصل ہو رہی ہیں۔ یہ خوشکن توقع کہ گولڈ کوسٹ جلد ہی عیسائیت کی آغوش میں آ جائے گا اب معرض خطر میں ہے اور یہ خطرہ ہمارے خیال کی وسعتوں سے کہیں زیادہ عظیم ہے"۔

اسلام کے ہمہ گیر غلبہ کے واضح آثار — افریقہ میں جماعت احمدیہ کی ترقی کی رفتار کا جائزہ لینے اور باقاعدہ اعداد و شمار پیش کر کے اس پر تفصیل سے روشنی ڈالنے کے بعد مسٹر ولیم سن نے اپنی مذکورہ بالا کتاب میں جماعت احمدیہ کی اُن تبلیغی مساعی پر بھی روشنی ڈالی ہے جو افریقہ کے علاوہ مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کے دوسرے علاقوں اور ملکوں میں اس وقت جاری ہیں۔ اس طرح انہوں نے اسلام کے ایک ہمہ گیر غلبہ کے واضح آثار کی نشاندہی کی ہے اور عیسائی دنیا کو خبردار کیا ہے کہ وہ جلد اس کا کوئی حل نکالے۔ ورنہ تبلیغ کا میدان اس کے ہاتھوں سے جاتا رہے گا اور اسلام کے آگے ہتھیار ڈالنے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"احمدیہ جماعت ہندوستان اور افریقہ کے علاقوں میں وسیع پیمانے پر پھیل چکی ہے۔ اس کے تبلیغی مراکز کی فہرست دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یورپی ممالک میں سے لنڈن، پیرس، میڈرڈ، ہیگ اور زیورچ میں ان کے مشن قائم ہیں۔ اسی طرح امریکہ میں شکاگو، پٹس برگ، بوئنس ایرز وغیرہ میں بھی ان کے مشن قائم ہو چکے ہیں۔ سویز کے مشرق میں ان کے تبلیغی مراکز عدن، ماریشس، تہران، سنگاپور، جاوا اور سماٹرا میں موجود ہیں۔ اسی طرح مشرقی افریقہ میں بھی ان کا اثر بڑھ رہا ہے۔ مغربی افریقہ میں ان کا مرکز لیگوس ہے .... ان کی تمام قوتیں عیسائیت کو تباہ کرنے پر صرف ہو رہی ہیں۔ اس نے اپنی تنظیم کو جدید لائنوں پر ڈھال لیا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کے مبلغ اور مناد ساری دنیا میں جاتے ہیں۔

جو تعلیم یافتہ ہونے کے علاوہ عیسائیت کے رد اور اپنے عقائد کو رواج دینے کے سلسلے میں ہر طرح کے ہتھیاروں سے پوری طرح لیس ہوتے ہیں۔ یہ تحریک نشر و اشاعت کے تمام طریقوں سے فائدہ اٹھاتی ہے۔ اس کے اپنے پریس ہیں۔ جن میں ان کا اپنا لٹریچر اخبارات اور رسائل چھپتے ہیں۔ خود بہت سے قارئین کے پاس بھی اس جماعت کا مطبوعہ اور سائیکلوسٹائلڈ لٹریچر موجود ہوگا۔ جا بجا ان کے سکول قائم ہیں۔ اور ان میں ایسے سکول بھی ہیں۔ جن میں ثانوی درجے تک تعلیم دی جاتی ہے۔ نوجوانوں کا ایک طبقہ اس کی طرف مائل ہو رہا ہے۔ اس لئے یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ اسی تحریک کے متعلق معلومات حاصل کی جائیں۔ اور اس پر سنجیدگی سے غور کیا جائے۔ اور اس کا حل تلاش کیا جائے۔"

اگرچہ مسٹر ولیم سن نے اپنی طرف سے جماعت احمدیہ کے تمام مشن گنوانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن چونکہ سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کی زیر قیادت جماعت ہر آن ترقی کی طرف بڑھ رہی۔ اور تبلیغ اسلام کا دائرہ دن بدن وسیع سے وسیع تر ہو رہا ہے۔ اس لئے وہ کوشش کے باوجود بھی جماعت احمدیہ کے تمام کے تمام تبلیغی مراکز نہیں گنوا سکے ہیں انہوں نے واشنگٹن نیویارک پٹسبرگ۔ برٹش گی آنا۔ ڈچ گی آنا۔ جزائر غرب الہند۔ جرمنی سکنڈے نیویا۔ مسقط۔ شام۔ لبنان فلسطین۔ مصر۔ برما۔ سیلون۔ بورنیو۔ سیرالیون اور لائبیریا وغیرہ مشنوں کا ذکر نہیں کیا ہے۔ الغرض مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کا کوئی علاقہ ایسا نہیں ہے۔ جس کی قوموں تک آج اس مصلح موعود کے ذریعہ جسے اللہ تعالیٰ نے رحمت کا نشان' فتح و ظفر کی کلید اور اولوالعزم قرار دیا ہے۔ اسلام کا پیغام نہیں پہنچ رہا۔ اور قومیں اس سے برکت نہیں پا رہیں۔

مسٹر ایچ۔ اے۔ آر، گب، جے۔ این اینڈرسن اور ایچ۔ جی۔ ولیم سن ہی نہیں اور بے شمار عیسائی مصنفین ہیں، جنہوں نے دنیا میں غلبۂ اسلام کے آثار، اور عیسائیت کی شکست کا ذکر کرکے مصلح موعود کی اولوالعزمی کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ چنانچہ ذیل میں ہم اسی قسم کی ایک دو مثالیں اور پیش کرتے ہیں:۔

سر فرانسس ینگ ہسبنڈ

سر فرانسس ینگ ہسبنڈ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی، کے۔ سی۔ آئی۔ ای اپنی کتاب "Dawn in India" کے صفحہ ۲۱۴ و ۲۱۵ پر سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ کی زیر قیادت مشرق و مغرب میں تبلیغ اسلام کی عظیم الشان مہم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اگرچہ آپ (حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام) پنجاب کے ایک چھوٹے سے دور افتادہ گاؤں قادیان میں رہتے تھے۔ اور وہیں سے آپ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے کام کا آغاز کیا۔ تاہم خدا نے اپنے الہام کے ذریعہ آپ کو بتایا۔ کہ تین سو سال کے اندر اندر تمام مغربی ممالک اسلام قبول کر لیں گے۔ اور دوسرے مذاہب کے ماننے والے بہت تھوڑی تعداد میں رہ جائیں گے ابتدا ہی سے آپ کو بڑی شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن جس تحریک کا آپ نے آغاز کیا تھا۔ اس نے بڑی مضبوطی کے ساتھ آگے قدم بڑھایا ہے۔ جماعت کے موجودہ منتخب شدہ امام حضرت مرزا (بشیر الدین) محمود احمد ہیں آپ کے ماننے والے لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ اور آج یورپ، ایشیا، اور افریقہ کے بہت سے ملکوں میں احمدیہ جماعتیں قائم ہیں۔"

الفریڈ گوئیلام

اسی طرح مشہور مستشرق الفریڈ گوئیلام (Alfred Guillaume) اپنی کتاب "Islam" مطبوعہ ۱۹۵۶ء کے صفحہ ۱۲۶ پر جماعت احمدیہ کی کامیاب تبلیغی جدوجہد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"یہ لوگ اپنے عقائد کو پھیلانے اور ان کی تبلیغ کرنے میں غیر معمولی طور پر کامیاب رہے ہیں۔ جنوب مشرقی ایشیا اور افریقہ میں انہوں نے ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کو اسلام میں داخل کیا ہے۔ ان کے اس دعوی کو کہ اب ان کی تعداد دس لاکھ تک پہنچ چکی ہے مبالغہ پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔"

موعودہ اولوالعزمی کا واضح ثبوت

دنیا میں تبلیغ اسلام کا یہ عظیم الشان سلسلہ اور دنیا میں غلبۂ اسلام کے واضح آثار اور عیسائیت کی شکستِ فاش کے متعلق خود عیسائی مصنفین کا اپنا اعتراف اس حقیقت پر گواہ ہے۔ کہ آج جو دنیا کے کونے کونے میں زندگی کے خواہاں موت کے پنجہ سے نجات پا رہے ہیں۔ قبروں میں دبے ہوئے لوگ باہر آ رہے ہیں۔ اور حق کے مقابلے میں باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ رہا ہے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو رہی ہے۔ یہ سب کچھ اسی فرزندِ موعود کی موعودہ اولوالعزمی کی بدولت ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان اور فضل اور احسان کا نشان ٹھہرایا ہے۔ اور فتح و ظفر کی کلید قرار دیا ہے۔ اور جس کے متعلق خدائے قادر نے اپنے الہام میں فرمایا۔ کہ وہ اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ اس میں کیا شک ہے۔ کہ آج مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کی قومیں اس سے برکت پا رہی ہیں۔ اور اس کی شہرت زمین کے کناروں تک پہنچ چکی ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو رہا ہے۔

مبارک ہیں وہ جو مصلح موعود کے دامن کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور افسوس ہے ان پر جو صداقتِ اسلام کی اس عظیم الشان پیشگوئی پر ایمان لانے کا دعوی کرنے کے بعد اسے جھٹلا رہے ہیں۔ اور اس کے حقیقی مصداق سے روگرداں ہیں۔ اور اس کی مخالفت کو اپنا جزوِ ایمان سمجھتے ہیں۔ افسوس اس لئے کہ وہ ایک خطرناک مقام پر کھڑے ہیں۔ کاش وہ اس پیشگوئی کے مصداقِ حقیقی، سیدنا حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کے اس انتباہ کو کان کھول کر سنیں۔

"اللہ تعالیٰ فیصلہ کر چکا ہے۔ کہ وہ مجھ سے احیائے اسلام کا کام لے اور اسلام کی عظمت کو میرے ذریعہ سے قائم کرے اور یہ کام ہو کر رہے گا جلد یا بدیر۔ مبارک ہے وہ جو میرا ہاتھ بٹاتا ہے۔ اور افسوس اس پر جو میرے راستے میں کھڑا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ میرا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے۔ جس نے مجھ جیسے گنہگار کو اپنے جلال کا ذریعہ بنایا۔۔

کاش وہ توبہ کرتا اور خدا تعالیٰ کے اشارے کو سمجھتا۔ کاش وہ اپنے آپ کو اس خطرناک مقام پر کھڑا نہ کرتا۔ کیونکہ اس قسم کے اعتراض سے وہ جس مصیبت کو اپنے اوپر سے ٹلانا چاہتا ہے۔ وہ اسے ٹلاتا نہیں بلکہ اس کی وجہ سے اپنے آپ کو پہلے سے کہیں زیادہ خدا تعالیٰ کے غضب کے نیچے لے آتا ہے۔

میں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں اخلاص اور درد کے ساتھ اسے یہی کہتا ہوں۔ ؎

اے آنکہ سوئے من بہ دویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخِ مثمرم

(الفضل ۲۰ نومبر ۱۹۳۶ء)

ویرانے میں ہوئی آبادی

صحرا صحرا وادی وادی
جا پہنچے ہیں دیں کے منادی

اٹھے پھر اس طرح مجاھد
دورِ سلف کی یاد دلا دی

گوشے گوشے میں دنیا کے
جا کر دعوتِ حق پہنچا دی

ٹوٹیں باطل کی زنجیریں
پائی اسیروں نے آزادی

کس کا پائے مبارک پہنچا
ویرانے میں ہوئی آبادی

عبد الجبار نجیب

مصلح موعود کی ایک علامت

”وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا“

منجملہ ان بشارتوں کے جو پسر موعود اور مصلح موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہوشیار پور میں دی گئیں۔ اور آج سے ۷۲ سال قبل ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں درج ہو کر شائع ہوئیں۔ ان میں یہ بھی ایک بشارت اور پیشگوئی ہے کہ

مصلح موعود:۔

”صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا“

یہ عظیم الشان پیشگوئی مصلح موعود کے پیدا ہونے سے پہلے کی گئی۔ اور اس وقت شائع کی گئی۔ جب کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کوئی خاص عظمت و شکوہ و دولت حاصل نہ تھی۔ آپؑ کے پاس صرف دس ہزار روپیہ کی غیر منقولہ جائداد تھی۔ جو قادیان میں واقع تھی، اور آپؑ کو اپنے آباؤ اجداد سے بطور ورثہ ملی تھی۔ اور اپنی ذاتی پیدا کردہ جائداد کوئی نہ تھی۔ اور آپ کی اپنی ذاتی عظمت بھی نہایت محدود تھی۔

مصلح موعود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اطال اللہ فینا بقاءہٗ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے۔ اس وقت آپ کے والد محترم علیہ السلام کی مخالفت دن بدن زیادہ ہو رہی تھی۔ آپ کے تمام جدی رشتہ دار دنیا دار اور آپ کے سخت دشمن تھے اور ان کے بل بوتہ پر عظمت و شکوہ و دولت حاصل کرنا طمع خام سے زیادہ نہ تھا۔

خود آپ کے والد ماجد علیہ السلام دنیاداری اور ایسے تمام طریقوں سے جن سے دنیا داری عظمت و دولت و شان و شکوہ حاصل ہوتی ہے۔ کوسوں دور رہتے تھے۔ اور متقی کو منبر پر ترجیح دیتے تھے۔ اور خود باوجود اتقی و اعلم ہونے کے امام الصلوٰۃ یا خطیب بھی نہیں بنتے تھے۔

اگر اس پیشگوئی کے پورا کرنے میں کسی انسانی دخل کی ضرورت ہوتی تو حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام اپنے پسر موعود کو بی۔ اے۔ ایم۔ اے یا ایل ایل بی یا بیرسٹر وغیرہ بنانے کے لئے تعلیم دلاتے۔ یا اپنی جدی روایات کو قائم رکھنے کے لئے اپنے والد ماجد حضرت مرزا غلام مرتضےٰ رحؒ یا برادر بزرگ مرزا غلام قادر رحؒ یا اپنے فرزند سلطان احمد صاحبؓ یا مرزا افضل احمد صاحب کی طرح فوج یا پولیس یا کسی دیگر ملکی خدمت میں داخل کرتے۔ مگر آپ نے اس طرف توجہ نہ دی۔ اور خدا کے کام کو اپنے ہاتھ میں نہ لیا اور جب حضرت مصلح موعود دسویں جماعت تک پہنچ کر آخر دسویں جماعت کے امتحان میں فیل ہو گئے۔ تو آپؑ نے دوبارہ مدرسہ میں داخل کر کے مزید تعلیم کو جاری رکھنے کی بجائے آپ کو حضرت مولوی نور الدین رضؓ صاحب بھیروی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجنا شروع کر دیا۔ کہ آپ ان سے چند وہ کتابیں پڑھ لیں۔ جن سے اس زمانہ کے اور آج کل کے مغربی تعلیم یافتہ لوگ کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ یعنی قرآن شریف کا اردو ترجمہ اور صحیح بخاری اور مثنوی مولوی جلال الدین رومی رحؒ!! ابھی آپ کی اس تعلیم کا سلسلہ جاری تھا۔ اور صرف ۱۹ سال اور چار ماہ کی عمر ہوئی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مولیٰ سے جا ملے۔

اس وقت ایک موقع پیدا ہو گیا۔ کہ شاید جماعت احمدیہ دوسرے پیروں اور ان کے صاحبزادوں کی طرح آپ کے فرزند ارجمند کو آپ کا جانشین منتخب کرے۔ مگر مشیت الٰہی نے اس اعتراض دور کرنے کے لئے کہ ہمارا سلسلہ بھی شاید پیروں کی گدیوں کی طرح ایک گدی ہے۔ حضرت حکیم الامت مولوی نور الدین صاحب بھیروی رضی اللہ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا باتفاق رائے مومنین خلیفہ اول بنا دیا۔ اور سلسلہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم کر دیا۔ جس میں تقویٰ اور علم کو قرابت اور جسمانی رشتہ داری پر ترجیح دی جاتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ واُرضاہ آپ کو مصلح موعود یقین کرتے تھے دوست حضرت پیر منظور محمد صاحب لدھیانوی رضؓ اسلئے آپ سے دلی محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔ اور آپ کا ادب و احترام کرتے تھے لیکن ان کی یہ محبت و ادب اور احترام برادرانِ یوسف کو پسند نہیں تھا۔ اور یوسف کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی عزت اور اقبال ان کو بے چین کر رہے تھے۔ اس نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے آخری حصۂ خلافت میں برادرانِ یوسف نے اپنی کوششیں اور کاوشیں اپنے بھائی یوسف کے خلاف انتہا تک پہنچا دیں۔ اور آپ کو بدنام کرنے اور نیچا دکھلانے کے لئے ہر قسم کے مکر و فریب استعمال کئے۔ اور لاہور سے شائع شدہ ”اظہار الحق“ وغیرہ ٹریکٹوں اور مجالس میں گفتگوؤں کے ذریعہ آپ کی عزت و عظمت کو خاک میں ملانا چاہا۔ لیکن ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کے دن مسجد نور میں برادرانِ یوسف کی تمام تدبیریں اور چالاکیاں خاک میں مل گئیں۔ اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے بغیر آپ کی کسی خواہش اور کوشش کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دوسرا خلیفہ بنا دیا (تفصیل کے لئے دیکھو آئینہ صداقت۔ کشف الاختلاف۔ منصب خلافت وغیرہ)

آج اس دن پر ۴۴ سال گذر چکے ہیں۔ اور اس عرصہ میں آپ کو جو عظمت و شکوہ اور دولت حاصل ہوئی ہے۔ وہ محتاج تفصیل و بیان نہیں۔ بادشاہوں کے درباروں میں آپ کا نام پہنچا۔ دنیا کے کئی مشہور و معروف انسان اور بڑے بڑے عہدہ دار خود چل کر آپ کے پاس آئے اور آپ سے ملاقات کی۔ اور آپ کے اعزاز میں دعوتیں کیں۔ ۱۹۳۱ء میں جب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی بنیاد رکھی گئی۔ اور مسلمانانِ ہند نے مسلمانانِ کشمیر کی اہمیت کو سمجھا۔ اس وقت تمام ہندوستان کے مسلمان لیڈروں نے بالاتفاق آپ کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا صدر منتخب کیا تاکشمیری مسلمانوں کو ان کے بنیادی حقوق دلائے جائیں۔

عظیم عربی زبان میں سردار اور امیر قوم کو بھی کہتے ہیں۔ اور آپ کی سرداری اور امارت اس سے ظاہر ہے کہ اس وقت روئے زمین کا کوئی ایسا خطہ نہیں۔ جس میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے آپ کی عظمت کے قائل افراد موجود نہ ہوں۔

امراء، مالدار، تاجر، زمیندار، کسان، مزدور اور ملازم غرض ہر طبقہ کے افراد آپ کے مبائع اور تابع ہیں۔ اور دل سے آپ کی عظمت کے قائل ہیں خدا تعالیٰ کے نزدیک آپ کی عظمت کا یہ حال ہے کہ جس بات کے لئے عقیدت اور توجہ سے دعا کریں۔ وہ دعا ضرور ہی قبول ہو کر باعث ازدیاد ایمان طالب دعا ہو جاتی ہے۔ اور آپ کی دعاؤں سے کثرت سے نشانات ارضیہ و سماویہ ظاہر ہوئے ہیں۔ جن کی تفصیل اس جگہ بیان کرنا ضروری نہیں۔

شکوہ ایسا ہے کہ ہمارے مخالف مرد میدان بنکر دلائل و براہین سے آپ کا مقابلہ کرنے کی بجائے آج کل حکومتوں کو برانگیختہ کرنے کی ناکام کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس نصیحت کو بھول چکے ہیں ؎

أَنَسِيتَ كَيْفَ حَمَا الْقَدِيرُ كَلِيمَهُ
أَوَمَا سَمِعْتَ مَآلَ شَمْسٍ جِرَاءٍ
نَحْوَ السَّمَاءِ وَأَمْرُهَا لَا تَنْظُرَنْ
فِي الْأَرْضِ دُسَّتْ عَيْنُكَ الْعَمْيَاءُ

آپ کی دولت کا یہ حال ہے کہ اگر جماعت احمدیہ کی گذشتہ ۶۸ سالہ تاریخ میں یہ بات تلاش کی جائے کہ ۱۸۸۹ء سے ۱۹۵۷ء تک جماعت احمدیہ کے کس شخص نے اللہ تعالیٰ کے رستہ میں اپنا محنت سے کمایا ہوا مال سب سے زیادہ چندہ میں دیا ہے۔ تو یقیناً

میرزا بشیر الدین محمود احمد

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا نام سر فہرست ہوگا۔

اور ایسا کیوں نہ ہو۔ جب کہ آپکے متعلق اللہ تعالیٰ نے آپ کی ولادت سے تین سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ یہ خبر دی تھی۔ کہ:۔

”اس کے ساتھ فضل ہے
جو اس کے آنے کیساتھ
آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ
اور عظمت اور دولت
ہوگا۔ وہ دنیا میں آئیگا
اور اپنے مسیحی نفس اور
روح الحق کی برکت سے بہتوں
کو بیماریوں سے صاف کریگا“

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا
وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ

خدا کا فرستادہ مسیح آج سے ۴۹ سال قبل ہم سے جدا ہوگیا۔ وہ قدرت اولیٰ کا عظیم الشان مظہر تھا۔ اس نے بتایا کہ بے شک میں تم سے جدا ہو رہا ہوں۔ لیکن میرا جانا بھی تمہارے لئے ضروری ہے۔ تا اللہ تعالیٰ قدرت ثانیہ کے مظاہر سے تمہیں نوازے۔ اور پھر اس وجود کو تمہارے اندر جو پاک ہے۔ جو حسن و احسان میں میرا نظیر ہے۔ جو اپنے کاموں میں اولوالعزم ہے اور جس کے سر پر خدا کا سایہ ہوگا۔ یہ وعدۂ الٰہی پورا ہوا اور وہ موعود فرزند آج حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے وجود باجود میں ہمارے درمیان موجود ہے۔

—(۱)—

آپ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ آپ کو مختلف الانواع بیماریوں نے آگھیرا۔ صحت دن بدن گرنی شروع ہوگئی۔ آنکھیں سخت خراب ہوگئیں۔ لیکن پھر بھی آپ بظاہر ان مایوس کن حالات سے بچ کر نکل آئے اس لئے کہ "خدا کا سایہ آپ کے سر پر تھا" صحت کی خرابی کی وجہ سے پڑھائی ناقص تھی آنکھوں کی خرابی کی وجہ سے پڑھ نہیں سکتے تھے۔ لیکن خدا کا سایہ اس کے سر پر تھا۔ خدا نے خود اسے پڑھایا۔ اور اسکو علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا۔

—(۲)—

وہ اپنی عمر میں ترقی کرتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ چوبیسویں سال میں پہنچا اور ۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء کا دن آپہنچا۔ یہ وہ دن تھا۔ جب کہ ہر چہار طرف سے تاریک و تار بادل مہیب صورت میں اُمڈ آئے۔ پیغامی اکابر کی ریشہ دوانیاں زوروں پر تھیں۔ جماعت کا اتحاد ختم ہونے کو تھا۔ مخلصین پریشان تھے۔ اور دعاؤں میں مصروف تھے۔ آخر خدا نے ان کی بے تاب التجاؤں کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے مخالفت کے ان مہیب طوفانوں اور تاریک و تار بادلوں میں سے ایک نور ظاہر فرمایا۔ جس نے محض خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت کے قلوب کو طمانیت اور سکینت سے معمور کر دیا۔ یعنی حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ منصب خلافت پر متمکن ہوئے۔ منجدھار میں پڑی ہوئی کشتی سلامتی کے ساتھ ساحل پر پہنچ گئی۔ ایسا ہونا ہی تھا کیونکہ "خدا کا سایہ اس کے سر پر تھا" اور وہ لوگ جو یہ کہتے تھے کہ "کل کے بچہ" کو خلافت سپرد کر دی ہے۔ خدا نے اپنی زبردست قدرت اور شوکت کے اظہار کے لئے اس وقت اس "بچہ" کو چنا اور اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کرتے ہوئے اس کو مقام خلافت پر لاکھڑا کیا۔ اور اس طرح وہ پودا جو اس وقت نحیف تھا آج خدا کی عطا کردہ توفیق اور نصرت سے ایک تناور درخت کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ جس کی شاخیں مغرب میں بھی ہیں اور مشرق میں بھی شمال میں بھی ہیں اور جنوب میں بھی اور جس کے شاداب اور گھنے سایہ سے ایک دنیا فائدہ اٹھا رہی ہے یہ صرف اسلئے ہوا کہ اس "کل کے بچہ" پر خدا کا سایہ تھا۔

—(۳)—

۱۹۳۴ء میں فتنہ احرار برپا ہوا اور ان نام نہاد محافظین اسلام نے احمدیت پر بھرپور حملہ کیا اور متحدہ ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے تک مخالفت و عداوت کی آگ لگا دی۔ اس وقت بھی خدا نے اپنا سایہ اپنے پیارے کے سر پر رکھا اس کی مدد کی اسکو عزت دی اور اس کے دشمنوں اور مخالفوں کو ناکام کرکے تحریک جدید کے آغاز کے ذریعے جماعت کی ترقی ایک نئے دور میں داخل ہوئی۔

—(۴)—

احمدیت اس تحریک کے ذریعہ سے دنیا کے طول و عرض میں پھیلنی شروع ہوئی۔ مشرق و مغرب کی تمام وسعتیں اب اس کی جولانگاہ تھیں۔ تثلیث کے مراکز میں بھی اس کے مناد پہنچ گئے۔ حتیٰ کہ ۱۹۴۷ء کا سن نمودار ہوا جو اپنے جلو میں ہزاروں تباہیاں اور بربادیاں سمیٹتا ہوا آیا۔ انسان انسان کا دشمن بن گیا۔ انسانی خون کی ارزانی ہوگئی۔ لاکھوں کروڑوں انسان بے گھر ہوگئے اور تباہ و برباد ہوگئے جماعت احمدیہ کو بھی بے سرو سامان اپنے مرکز سے نکلنا پڑا۔ لیکن ہمارے بہادر اور نڈر جرنیل نے پاکستان میں "ربوہ" کے نام سے جماعت کے ایک نئے مرکز کی ۲۰ ستمبر ۱۹۴۸ء کو بنیاد رکھی۔ اب یہ مرکز نہایت تیزی کے ساتھ بارونق شہر بنتا جا رہا ہے۔ اور دنیا کے کونوں سے غیر ملکی طلباء شمع احمدیت کے پاس پروانوں کی طرح جمع ہو رہے ہیں ربوہ ہمارے امام موعود کی اولوالعزمی اور شجاعت کا زندہ ثبوت ہے۔ یہ اس چیز کا زندہ جاوید ثبوت ہے کہ خدا کا سایہ اس کے سر پر ہے اور اس کے طفیل ساری جماعت کے سر پر ہے۔

—(۵)—

جماعت احمدیہ کے سنہ ۵۳ء کی شورش بھی ۱۹۴۷ء کے قیامت خیز حادثات سے کسی طرح کم نہ تھی۔ احمدیت کو تباہ و برباد کرنے کے لئے کوئی تدبیر نہ تھی۔ جو بروئے کار نہ لائی گئی ہو۔ سارا پنجاب آتش فشاں پہاڑ بنا ہوا تھا لاہور خون کے سیلاب میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس وقت کسی احمدی کو بھی اپنی زندگی کا یقین نہ تھا۔ لیکن اس مہیب دور میں بھی اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کی حفاظت فرمائی۔ اس لئے کہ ہمارے امام کے متعلق یہ وعدہ تھا کہ "خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا"

—(۶)—

۱۹۵۴ء میں ایک دشمن نے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ پر چاقو سے حملہ کیا۔ ہمارے دل بیٹھے جا رہے تھے۔ اور دشمن خوش ہو رہا تھا۔ لیکن تمام مایوس کن حالات میں سے گذرتے ہوئے حضور صحت یاب ہوگئے اور یہ الہام کہ "خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا" پھر ایک دفعہ اپنا جلوہ دکھا کر مومنوں کے ازدیاد ایمان کا باعث ہوا

—(۷)—

۵۶ء میں چند افراد کی طرف سے عزل خلافت کے نعرے بلند ہونے لگے اور بنائے خلافت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے منصوبے کئے جانے لگے۔ . . . . .

. . . . . فتنہ پرور فتنے اٹھانے لگے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت اور شان سے پھر ایک دفعہ حضرت امیرالمومنین پر اپنا سایہ رکھا اور اس فتنہ کا قلع قمع کیا اور فتنہ پردازوں کی سازشوں کو بے نقاب کرکے رکھ دیا۔

الغرض خدا کی جماعت کے خلاف جب کبھی ایسے حالات پیدا کئے گئے کہ اسے صفحۂ عالم سے مٹا دیا جائے۔ تو خدا خود عرش سے اترا اور ستم رسیدہ بندوں کی خود دستگیری فرمائی۔ بپھرے ہوئے طوفانوں کا رخ ناگہانی طور پر پھر گیا۔ مشکلات اور مصائب کے بادل چھٹ گئے۔ اور خدا کی جماعت خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ بڑھتی اور بڑھتی ہی چلی گئی۔ یہ نظارے کئی بار دیکھے اور ہمیشہ ہی خدا کی نصرت و مدد نے ہمارا دامن تھام لیا۔ اور کیوں نہ ہوتا۔ جب کہ ہمیں ایک ایسے خدا نما وجود کی قیادت کی سعادت حاصل ہے۔ جس کے متعلق خدا نے عرش سے یہ اعلان فرمایا۔ کہ "خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا"۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مقدس آقا کو صحت و کامرانی کے ساتھ لمبی عمر بخشے۔ حضور کے پاک مقاصد کو پورا کرے۔ اور ہمیں اس مقدس امانت کی عظمت کو محسوس کرنے اور اس کی حفاظت کرنے کی توفیق بخشے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ولادت

مورخہ ۲۵/۱ کو اللہ تعالیٰ نے مجھے تیسری بچی عطا فرمائی ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بچی کو خاندان کے لئے راحت اور برکت کا موجب بنائے خادمہ اسلام اور احمدیت بنائے لمبی اور صحت والی عمر عطا فرمائے۔ محمد سلیمان ڈیرہ غازیخان

سلسلہ کتب اسلام پر

محترم ایڈیٹر صاحب الفضل کا ریویو

سلسلہ احمدیہ کے دیرینہ خادم مکرم ہاشم فضل حسین صاحب نے جماعت کے بچوں اور بچیوں کی دینی تعلیم و تربیت کے لئے اسلام اور احمدیت کی تعلیم پر مشتمل ایک نہایت ہی مفید سلسلہ کتب شائع کیا ہے۔ جو مکرم مولوی محمد شریف صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ کا تحریر کردہ ہے۔ سردست اس کا پہلا سیٹ زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آیا ہے۔ جو تین کتابوں پر مشتمل ہے یعنی (۱) اسلام کی پہلی کتاب (۲) اسلام کی دوسری کتاب (۳) اسلام کی تیسری کتاب۔ یہ سلسلہ کتب مکرم مولوی محمد شریف صاحب فاضل نے آج سے تقریباً بیس سال قبل لکھا تھا۔ جس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوئے۔ اور بے حد پسند کئے گئے۔ لیکن اب عرصہ دراز سے یہ نایاب تھا اور جماعت میں بچوں اور بچیوں کے لئے دینی نصاب کے فقدان کو شدت سے محسوس کیا جا رہا تھا۔ چنانچہ گزشتہ مجلس مشاورت کے موقعہ پر معزز نمائندگان نے اپنی تقریروں میں اس امر پر خاص زور دیا کہ دینی نصاب کے فقدان کی جلد سے جلد تلافی ہونی چاہیئے۔

ان کتابوں کی افادیت کا اندازہ مضامین کی فہرست پر ایک نظر ڈالنے سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔ اس میں جماعت احمدیہ کے نونہالوں کو اسلامی تعلیم فقہی مسائل۔ اور اسلامی تاریخ سلسلہ احمدیہ کی تاریخ۔ بزرگان اسلام و بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق اختصار کے ساتھ زیادہ سے زیادہ معلومات بہم پہنچانے کا پورا پورا اہتمام کیا گیا ہے۔ اور پھر ہر کتاب کے مضامین کو عمر کے لحاظ سے وسعت دے کر اس امر کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ کہ بچوں کے دینی علم میں پختگی پیدا ہو۔ پھر زبان اس قدر سہل اور آسان ہے کہ دوسری اور تیسری جماعت کے بچے اسے بآسانی پڑھ سکتے ہیں۔ کتابوں کی لکھائی چھپائی دیدہ زیب اور کاغذ بھی عمدہ ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ مکرم ہاشم صاحب نے یہ کتابیں شائع کر کے ایک بہت بڑی ضرورت کو پورا کر دیا ہے اب یہ احباب جماعت کا کام ہے کہ وہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں اپنا فرض ادا کریں۔ اور کثرت سے ان کتابوں کو پھیلائیں۔ قیمت سیٹ اول ایک روپیہ قیمت سیٹ دوم ایک روپیہ۔ تینوں کے یکجائی خریدار کے پانچوں کتابوں کی قیمت دو روپے۔

ملنے کا پتہ:۔ احمدیہ کتابستان ربوہ

آپ کے گھر کے لئے معلم القرآن

یعنی

ترجمۃ القرآن بطرز جدید

مرتبہ:۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب مبشر فاضل

جس کا نمونہ حسب ذیل ہے:۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم

اِھْدِ	نا	الصراط	المستقیم
دکھا	ہم	راستہ	سیدھا

دکھا ہم کو راستہ سیدھا

زیر کتابت ہے پہلے پانچ پارے عکسی تاج کمپنی کی طرز پر چھپوانے ہیں۔ بلاک سازی بھی ساتھ ساتھ شروع ہے یہ طرز ترجمہ آپ کے عزیزوں، دوستوں اور گھر والوں کو بغیر کسی تنخواہ دار استاد کی مدد کے ترجمہ سکھا دیگا۔ اور اتنی لیاقت پیدا کر دیگا کہ آگے خود بخود آپ ترجمہ کر سکیں اس اہم اور بابرکت کام کی تکمیل بہت محنت اور سرمایہ چاہتی ہے۔ آپ اس کی پیشگی خریداری قبول فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ ھدیہ جلد اول -/۱۰ روپے مقرر ہے۔

جو دوست قبل ازیں خریدار بن چکے ہیں۔ ان سے پر زور استدعا ہے کہ موعودہ رقم جلد از جلد بھجوا کر ممنون فرماویں تاکہ ہم اس کی تکمیل کر کے آپ تک پہلی جلد پہنچا سکیں

ترسیل زر کا پتہ:۔ مینیجر دفتر ترجمۃ القرآن بطرز جدید بلاک ۶ ڈیرہ غازیخاں

دواخانہ حکیم محبوب الرحمٰن صاحب (فضا بنارسی)

کے مجرّب ترین چار تحفے

۱۔ حب انصاری۔ ہر قسم کی ریحی و بلغمی دردوں کے لئے اکسیر ہے قیمت ساٹھ گولی ۸/۲ بیس گولی ۱/۱

۲۔ محبوب سفوف کھانسی۔ ہر قسم کی خشک و بلغمی کھانسی کے لئے اکسیر ہے۔ بڑی شیشی ۸/۱ روپیہ ڈاک خرچ بذمہ خریدار

۳۔ محبوب منجن۔ دانتوں کی تمام بیماریوں کے لئے اکسیر فی تولہ ۸/۱

۴۔ محبوب سرمہ۔ آنکھوں کی تمام بیماریوں خصوصاً ابتدائی موتیا کے لئے اکسیر ہے۔ بڑی شیشی چھ ماشہ ۸/۱

ملنے کا پتہ فیاض ٹی سٹال غلہ منڈی ربوہ
الفضل برادرز گولبازار ربوہ

۷۵ فیصدی کمیشن کیسے؟

ہمارا خالص سلاجیت ایک روپیہ تولہ فروخت ہوتا ہے ایک سیر یا پاؤ سیر کے خریدار کو ہم ۳/۴ نفع دیتے ہیں۔ قوت باہ اور بہت امراض کا تریاق ہے۔ غیر خالص ثابت کرنیوالا ایک سو روپیہ انعام لے سکتا ہے

مینیجر جڑی بوٹی سپلائی مانسہرہ ضلع ہزارہ

ربوہ میں خریداران الفضل کے لئے ضروری اعلان

تمام خریداران الفضل جو بذریعہ ایجنسی ربوہ میں الفضل لیتے ہیں۔ اگر وہ یکم مارچ ۱۹۵۷ء کے بعد روزانہ الفضل لینا چاہتے ہیں۔ تو اپنے نام اور مکمل پتوں سے دفتر الفضل کو مطلع فرمائیں۔ تاکہ ان کو گھر پر پرچہ پہنچانے کا انتظام کیا جا سکے۔

مینیجر الفضل ربوہ

پیام نور

تلی اور جگر کا بڑھ جانا۔ ضعف جگر۔ یرقان۔ ضعف ہضم دائمی قبض خرابی خون۔ پھوڑا پھنسی۔ تھم۔ چھائیں۔ درد کمر۔ جوڑوں کا درد ریحی درد۔ دل کی دھڑکن۔ کثرت پیشاب کو دور کرتا اعصاب کو فتور بناتا ہے۔ اور قوت بخشتا ہے قیمت فی بوتل یا پیکٹ چار روپے -/۴/-

ناصر دواخانہ گولبازار ربوہ

اوقات روانگی یونائیٹڈ ٹرانسپورٹس سرگودھا

نمبر سروس	پہلی سروس	دوسری سروس	تیسری سروس	چوتھی سروس	پانچویں سروس	چھٹی سروس	ساتویں سروس	آٹھویں سروس	نویں سروس	دسویں سروس
از سرگودھا برائے لاہور	۳¼	۳½	۵½	۶½	۷½	۸¾	۱۰	۱۱½	۱۳	۱۴½
از لاہور برائے سرگودھا	۲½	۵	۶½	۸	۹½	۱۰¾	۱۲	۱۳½	۱۵	۱۶
از گوجرانوالہ برائے سرگودھا	۵¾	۱۰½	۱۵¼	نوٹ:۔ لاہور سرگودھا کے درمیان پانچ گھنٹے اور سرگودھا گوجرانوالہ کے درمیان سوا چار گھنٹے کا سفر ہے (جنرل مینیجر)						
از سرگودھا برائے لاہور	۵¾	۱۰½	۱۵¼							